

شہادتِ ذوالنورینؑ

بہترسیم و اضافہ
طبع شافعی

حکیم فیض عالم صدیقی

عرضے ناشر

شہادت سیدنا ذوالنورین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غالباً ۶۱۹ء کے شروع میں طبع ہوئی ہمارے پاس کتاب مذکور کا ایک انخراس وقت پہنچا جب کتاب مارکیٹ میں ناباب ہو چکی تھی۔

ہم لوگ عام تہذیبی تاجروں میں جو کچھ پڑھتے تھے آ رہے ہیں ان میں اور شہادت ذوالنورین کے مضامین ہیں زمین و آسمان کا فرق نظر آ گیا۔ مگر جب فاضل مولف کے جوار واقعات پر خالی الذہن ہو کر غور کیا تو سمجھوں سے پردے ہٹتے چلے گئے، دماغ روشن ہوتا چلا گیا اور صحیح واقعات تصویر بن کر آنکھوں کے سامنے ابھر رہے۔

عالم اسلام کے علوم ترین شہید اعظم یعنی سیدنا ذوالنورین جنہیں ۸۴ سال کی عمر میں لگاتار دو ماہ شدید محاصرے کے بعد انیس دن جھوکا پیاسا سڑ پا سڑ پا کر نہایت شہادت عظم بربریت اور سہمیت سے جس طرح شہید کیا گیا اس کی مثال تاریخ اسلام میں نہیں ملتی۔ مگر آج تاریخ کا جو ذخیرہ ہمارے سامنے موجود ہے۔ وہ ان عجیب شہداء و شہیدوں کی ذہنی اختراعات سے جن کے روحانی آب و حیات نے پہلے سیدنا ذوالنورین کے عظیم گوشہ شہید کیا پھر سیدنا ذوالنورین کو شہید کر کے خاندان نبوت کا خاتمہ کیا۔ اور اپنی بدکرداریوں و بد اعمالیوں کی پردہ پوشی اور اپنے بچاؤ کے لئے سیدنا علیؑ کی آڑ لی مگر حبیب آپ بھی ان کی حسب مرضی ان کے کام نہ آ سکے تو انہیں بھی شہید کر دیا ان کے بعد سیدنا حسینؑ کو نڈا لگو مبینہا انہیں زخمی کیا اور ان کو شہید کرنے پہنچ گئے مگر وہ پنج کردین پہنچ کر واصل بحق ہو گئے تو سیدنا حسینؑ کو گھیر کھا کر کہہ سے نکالے ان کا میاں ہو گئے۔ مگر سیدنا حسینؑ کو فہ سے تین منزل کے فاصلہ پر پہنچے تو انہیں بھی معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ میرا بھی وہی شکر کرنے والے ہیں جو اس سے پہلے میرے باپ اور بھائی کا کر چکے ہیں، تو وہ اسی

نام کتاب _____ شہادت ذوالنورین

مؤلف _____ حکیم فیض عالم صدیقی

تعداد _____ ایک ہزار

ایڈیشن _____ دوسرا

ضخامت _____ ۱۰۴ صفحات

سائز _____ ۱۸ × ۲۴

کتابت _____ قاری حبیب احمد جہلم

قیمت _____

ناشر _____ شبان الہدیہ ہیل ضلع گجرات

ملنے کے پتے _____

۱۔ حکیم فیض عالم صدیقی۔ جامع الہدیت محلہ ستریاں جہلم

۲۔ قاضی عبدالقدیر خانوٹ ناظم اعلیٰ شبان الہدیت ہیل ضلع گجرات

۳۔ حاجی رحمت اللہ امیر جمعیت الہدیت پشاور

جامع الہدیت، چوک قوارہ۔ پشاور صدر

۴۔ مولانا عبد الواحد سلفی محلہ چراغ پورہ لالہ پورہ (گجرات)

۵۔ مکتبہ عثمانیہ ۱۲ مسلم بنگ کوئٹہ دکن

۶۔ مکتبہ عربیہ۔ جامع مدرس چوک داگراں۔ لاہور

مقام سے غلیظہ اسلام کے پاس پہنچنے کے لئے غازیہ دمشق ہو گئے۔ مگر جب وہ کہہ بلکے مقام پر پہنچے تو انہیں بھی ختم کر دیا گیا۔

اور جب سلمان تاریخ سازی اور حدیث نویسی میں مصروف تھے تو ہر گز ایک عرصہ تک ان کے دیکھانے میں مصروف تھے۔ آج ہمارے سامنے جو کچھ متداول انداز میں موجود ہے وہ انہی لوگوں کی وضعی اور تالیف، دفتر پر مشتمل دستاویز کا حصہ ہے۔

اور اس کی صورت یوں ہوئی کہ آگے چل کر جب ان لوگوں نے دیکھا کہ احادیث ذخیرہ میں صحیح واقعات بھی موجود ہیں اور سیرت کی کتابوں میں بھی بعض صحیح واقعات موجود ہیں تو انہوں نے غلط واقعات کو مختلف صورتوں میں بار بار دوبارہ کر کے اس طرح تمام عالم اسلام میں پھیلانے کی کوششیں کیں کہ آج صحیح واقعات کو آن دشمنی اور کذب و بد واقعات سے الگ کرنا کسی سطحی قسم کے پڑھے لکھے آدمی کے بس کا روگ نہیں رہا۔

اور آج نیت یا بنجار سید کے ہمارے محراب دبیر بھی عجیب نظریات کے ترجمان ہو کر رہ گئے ہیں۔ ہمارے پریس سے بھی غیر شعوری اور غیر محسوس انداز میں وہی باتیں دوبارہ جاری ہیں۔ اس مقام پر مثلاً ان میں ایک موٹی سی بات عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ازدواج البینی کو نساء البنی استحق کا حدس النساء فرما کر نہ کہ بہت اہمیت نہیں دینا چاہا۔ عطا فرمایا ہے کہ دنیا بھر کی کوئی خاتون ان کی ہمسر نہیں اور حضور نبی کریمؐ نے سیدہ کائنات حضرت عائشہ صدیقہؓ کے متعلق فرمایا ہے کہ امیرِ ازدواج میں عائشہ کا مقام ایسا ہے جیسا کھانے میں شرب کا مقام۔ مگر ہمارے محرابِ نبیر سے آج بھی غلط الاذنیۃ النساء ناظر الزہراء کی آوازیں گونج رہی ہیں۔ اگر یہ مقام حضور نبی اکرمؐ کی بات میں ہے کسی کو خوش تھا تو وہ سیدہ زینب صلوات اللہ علیہا ہو سکتی تھیں۔ بن کی شان میں نبی اکرمؐ نے فرمایا تھا جو سے افضل بنا فاق

سیدہ فاطمہؓ کا مقام اپنا، سیدہ رقیہؓ الزہراء کا مقام اپنا اور سیدہ ام کلثومؓ کا مقام اپنا۔ یہ تمام بات الزہراءؓ اپنے اپنے مقام کی حامل تھیں مگر سیدہ النساء کے خطاب سے امتہ ان المؤمنین کے مقابل میں ایا قین۔ شیعوں کو چھوڑ کر صرف ایک کو

تو از نامدعیان اہل سنت، بلا تفریق اہل حدیث، اخفاء، شوافع، حنابلہ اور عقیدین امام مالکؒ کے پاس شری کوئی ثبوت نہیں صرف عجمی نظریات کا کالوس ہے۔

اللہ تعالیٰ امام ابن تیمیہؒ کو بحث میں بلند مقامات عطا فرمائے جنہوں نے سب سے پہلے امام سلت کے اس سرطانی چھوڑے کی پٹھنیں کر کے اس پر شتر زنی کی طرح ڈال کر اُمت کو اس سرطانی چھوڑے کی سمیت سے آگاہ کیا۔ اور ان کے بعد امام ابن العزلیؒ نے اُمت کو خبردار کیا۔ ابن العزلیؒ کے بعد طویل خاموشی طاری رہی۔ ماضی قریب میں تحفہ اثنا عشریہ اور آیات نبیائے کبھی نہیں مگر ان کا مضموع عقائد و اعمال تک محدود رہا۔ البتہ مرزا جبریلؒ نے تالیف انداز میں اس کام کو نبھایا اور ان کے بعد محمود احمد عباسیؒ نے نظریہ و تشوہد کی زبان میں حقائق کا قریہ پیش کیا مگر تاریخی خلا پر نہ مہر سکا۔

اللہ تعالیٰ نے اس سعادت کا سہرا جس مجاہد دین دلت کے لئے تیار کر رکھا تھا وہ عظیم شخصیت اس وقت ہمارے درمیان یکم فیض عالم صدیق کے نام سے موجود ہے۔ موصوف نے اس عجیب سازش کے مالہ دماغیہ سے جس جو کچھ انداز میں ملت کو روشناس کرایا ہے وہ اسی صاحبِ دل پر مرد کا کام ہے۔

عجیب سازش کہاں سے پھولتی، کیسے پھولتی، کیسے پروان چڑھی، اس کے عقائد و اعمال کے شکوے کیسے چھوٹے، ان پیڑوں کی آبیاری کیسے ہوئی اور کس نے کی۔ اسلامی عقائد کے پہلو بہ پہلو بھی عقائد کس طرح پھلتے پھولتے رہے، مصر، لبنان، دہلی، لکھنؤ، میسور میں ان لوگوں نے کیا کیا، ان کے دین کی بنیاد کس بات پر ہے ان کا رب کون ہے؟ ان کا دین کونسا ہے، ان کی شریعت کیا ہے؟ محمد رسول اللہؐ کی ازدواجی صحابہؓ کو یہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ یہ سب کچھ نہیں اس پر میری کتابوں ہی سے حاصل ہوا ہے۔

تمہارت زوال الذہن کے مطالعہ کے بعد دل میں اس قسم کی آرزو پیش چھلنے لگیں کہ نہ تو اہل کی خدمت میں خود حاضر ہونا چاہیے۔ مگر بعض اصحاب سے اس قسم کے تاثرات خبیثہ بن آنے کی موقوف نہایت خشک مزاج قسم کے انسان ہیں اور ایک دفعہ تمام

تحت لکھتے ہیں:-

”چند ہی منٹوں میں (حکیم صاحب) ایسے گھل گئے کہ میری طبیعت کا تمام غوت و حجاب اور احترام یکے بغی میں بدل گیا میں اس بات پر مجبور تھا کہ جن دوستوں سے حکیم صاحب کی خشک مزاجی کی تلخ نوائی کا تذکرہ سنا تھا ان کے لئے رب ذو الجلال کے حضور میں عفو و درگزر کی دعا کروں۔“

اسی مضمون میں آگے چل کر لکھتے ہیں:-

اس مجلس میں ہماری گفتگو کا محور زیادہ تر شیعہ عقائد پر مشیوعہ تاریخ اور ازل تا ایں دور عالم اسلام میں ان کی سازشوں اور لشرہ دہانیوں سے تھا، حکیم صاحب کا مطالعہ اس عنوان پر بہت وسیع ہے اور وہ جو بات بھی کرتے ہیں اکثر باحوالہ کرتے ہیں۔

مزید لکھتے ہیں:-

میں نے اس ماحول سے جو کچھ اخذ کیا اس کے مطابق حکیم صاحب نہایت زبردست، ماحول فہم اور دراندیش بزرگ ہیں۔۔۔ ان کا ماحول ان کی دیانت و امانت کا محقق ہے۔

حکیم صاحب کے متعلق حافظ کبیر لوری صاحب کے آخری کلمات جماعت کے لئے سبیل راہ ہیں چنانچہ لکھتے ہیں کہ:-

حکیم صاحب کو اس بات کا شدید گلہ ہے کہ جماعت کے مسلمانین رواجی اور سطحی کاموں میں اپنی توانائیاں صرف کر رہے ہیں۔ لیکن کئی ایک بنیادی اور علمی کام ایسے ہیں جن کی طرف کما حقہ توجہ مبذول نہیں کی جا رہی۔

(مفت روزہ اہلحدیث ۲ اکتوبر ۱۹۸۸ء)

سے بھی سننے میں آئے کہ موصوف کسی حد تک تکبرین حدیث کے ہنوا ہیں بہر حال ہم چند احباب پر حرج بادا یاد کر دیتے ہوئے اس پر بزرگ کی قدرت میں پہنچنے چند لمحات میں ہی ملزم ہو گیا کہ موصوف کی خشک مزاجی کی ہوائیاں اُڑانے والے بات خود احساس کہتری کا شکار ہیں اور یا انہیں اپنی خود ساختہ مزعومہ دینی تدریسی موصوف کے قسم کے خطرات لاحق ہیں۔ ہم نے تنازعہ شفیق، خوش خلق، حیرت افروز، دل دماغ کا انسان کہاں دیکھا تھا۔ ہم نے اپنی صحبت میں ہی قسم کے اعتراضات کی ایک طویل فہرست آپ کے سامنے کر رکھی تھی۔ اور ساتھ ہی ذہن میں پختہ شدت کے پیش نظر قسم کی جواب دہی کے لئے تیار ہو گئے۔ مگر وہاں تو دور دور تک خشک مزاجی تو درکنار معمولی سی ناگواری کا اثر تک نظر نہ آیا اور نہایت خندہ پیشانی سے ہمارے اعتراضات کے ایسے جوابات سے ہمیں مستغنی فرمایا کہ طبیعت میں اطمینان ہی نہیں بلکہ ایک گویہ سکون سا محسوس ہونے لگا۔

اور اس کے بعد یہی بکھرے ہیں کہ ان کے بارے میں ہونے کا معمول بن گیا۔ اور اب تو یہ کیفیت ہے کہ جب تک حاضری ہوں ایک خلا سا محسوس ہوتا ہے گویا یہ حاضری اب ہمارے روحانی غذا بن گئی ہے۔ حکیم صاحب کے جذبات حضور نبی اکرم کی ذات اقدس کے متعلق نہایت ہی نازک ہیں اور دوازدہ مطراآت اہمات المؤمنین کی ذات قدسہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق قرآن و احادیث کی روشنی میں جس طرح موصوف تذرائع عقیدت پیش کرتے ہیں کا خشک بہت اور فزانت ہو تو اُسے ضبط تحریر میں لانا کرب و کلام کے سامنے پیش کیا جاتے۔ یہ نداء رسولؐ ہونا خوان دوازدہ مطراآت علیہم السلام کے صحابہ اپنے جذبات کے بحرِ خار سے موتی رول رول کر نکالتا رہے اور ہم اپنی جھولیوں میں جھینگر کر قوم کے سامنے لٹکتے رہیں۔

اپنے ان تاثرات میں ہم منفرد نہیں۔ بلکہ جو بھی ایک بار اس مردِ پیر کی خدمت میں پہنچ گیا وہ کچھ حاصل کر کے ہی اٹھتا۔

چنانچہ جمعیت اہلحدیث کے مشہور خطیب، ادیب، راہنما اور صحابی حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم کبیر لوریؒ ایک موقع پر (صاحبِ دل بزرگ سے ملاقات کے عنوان کے

اس حقیقت سے کسی کو انکار کی خیال نہیں کہ حکیم صاحب دس سال سے اصلاح قدماء اور طوطی کیریج کے کام میں نہایت نامساعد حالات کے باوجود اپنے مخصوص انداز میں اپنے حق کو تمام توانائیاں، اپنے حق کی تمام صلاحیت اور اپنے دھن کی آخری کوئی تک اس دیوانگی کی عینیت پر چڑھاتے ہوئے ہیں۔

نشانیان اصل حدیث سے میل متعلق گجرات کے کارکن اپنے ابتدائی ایام سے ہی یہ داعیہ لے کر میدان عمل میں اترے تھے کہ معاشرہ کی ذہنی راہ رویوں کی اصلاح کے لئے خواہ وہ زندگی کی کسی تنگم سے متعلق ہوں اپنے آپ کو مجاہدانہ وار وقف کرنے کا پس گئے اور اللہ تعالیٰ کا ہر ہزار فرسے کہ ہم لوگ پہلے دن سے الانیم اپنے آپ سے لگے گئے مواعید پر عمل پیرا ہیں تبلیغی انداز میں آج تک بیسیوں اجلاس منعقد ہو چکے ہیں جن میں ملک کی ملت کی انجمن خیریتوں کے خطاب ہو چکے ہیں۔

اور علمی انداز میں شہادت سیدنا ذوالنورین کے دوسرے ایڈیشن کی طباعت ہمارا پہلا قدم ہے ہم صحیح صاحب کے بے حتمیوں احسان ہیں کہ موصوف نے بغیر کسی مطالبہ یا شرط کے اس کے دوسرے ایڈیشن کی طباعت کے ملحق حق شہان الہدایت میل کو دیدیئے ہم اُمید کرتے ہیں کہ حکیم صاحب انشاء اللہ آئندہ بھی اپنی تالیفات کی طباعت اور نشر و اشاعت کی سعادت سے ہم محروم نہیں فرمائیں گے۔

(حافظ تہاضی عبدالقدیر خانکوش)

ناظم اعلیٰ شبان الہدایت میل متعلق گجرات

یکم جنوری ۱۹۶۹ء

شبان الہدایت میل متعلق گجرات اپنے محسن اور مہاجری رحمت اللہ صاحب غلگی سرپرستی پر جس قدر فخر و ناز کرے کہ ہے جن کی سرپرستی اور مالی تعاون سے ہم اپنے لائحہ عمل کو ثابت آسانی سے سر انجام دے رہے ہیں۔

شہادت سیدنا ذوالنورین

مقدمہ طبع ثانی

۱۹۶۵ء میں شہادت ذوالنورین طبع ہوئی جس پر ماہنامہ مینیاق، شمس الاسلام

اور حضرت روزہ چٹان۔ خدام الدین اور الاسلام نے بھرپور تائیدی تبصرے لکھے۔ ہفت روزہ الاعتصام میں بھی صلاح الدین ندیم صاحب نے حوصلہ افزائی فرمائی۔

پہلا ایڈیشن اپنی معنوی افادیت کی وجہ سے چند ماہ میں ختم ہو کر نایاب ہو گیا اور دوسرے ایڈیشن کے لئے تقاضے شروع ہو گئے۔ مگر میں اپنی دیگر تالیفی مصروفیات نیز خانگی امور کی وجہ سے اس طرف توجہ نہ کر سکا اچانک شبان الہدایت میل متعلق گجرات نے دوسرا ایڈیشن شائع کرنے کے ارادے کا اظہار کیا تو میں نے یوں محسوس کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک بہت بڑے فریضہ کی ادائیگی سے سکون فرما دیا ہے۔

شہادت ذوالنورین کی اشاعت پر جن دینی اور علمی حلقوں اور جن اکابرین ملت کی طرف سے تائیدی اور توصیفی خطوط ملنے کے ذکر کی یہاں ضرورت ہے نہ ناگاہکہ البتہ چند ایک نمایاں سے اس قسم کے خطوط موصول ہوئے کہ کتاب کے بین السطور سے سیدنا ذوالنورین کی شہادت کی ذمہ داری کے متعلق اس قسم کے اشارات کا اظہار ہوتا ہے کہ سیدنا علیؑ کا اس فعل میں ہاتھ تھا اور یہ بات مشاجرات صحابہ سے بڑھ کر شان صحابہ کے تقاضا ہونے کے مترادف ہے میں اس موقع پر اس حقیقت کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ عجیب بات کے یکطرفہ پر دیکھنے سے مسلمانوں کے قلوب و اذان میں کچھ اس قسم کے تاثرات جاگزیں ہو چکے ہیں کہ سیدنا علیؑ یا حضرت عیسیٰؑ کے حالات قابلِ ذکر نہ کرتے وقت یہ تصور بھی نہیں کرنا چاہیے کہ ان کے کسی قسم کی لغزش سرزد ہوئی ہے۔ مگر ایسا کہنے والے ہی بے دلیق قراطس قدم کے ذریعے اور

محاب ذریعہ شیعہ کی طرف سے سیدنا ذوالنورین کی ذات اقدس کے متعلق کذب و افتراء پر مشتمل بہتاناات کو دہرائے جاتے ہیں اور اگر کسی دوسرے مقام سے ان کے مروجہ تعریفات کے خلاف صحیح احادیث اور یقینی دلائل و شواہد کی روشنی میں کوئی ہلکی سی آواز بھی انکشاف حق کے ضمن میں بیان ہو جائے تو یہ حجت دھارے شرع ہو جاتی ہے۔ اس کیلئے ذریعہ تنبیہ ہر اس کے سوا لئے کیا جا سکتا ہے کہ ایسے افراد پر جتنی سطحی سوچ کی بنا پر ہم زمانہ میں صرف مسابیت کے ترجمان ہی بن کر سامنے آتے رہے۔

ایک صادق الایمان مسلمان کا ایمان ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سب کے سب جنتی ہیں اور اگر کسی نے صحابی کے ایمان کے مقابلہ میں بھی اُمت کے تمام اُتقیاء صلیوں اور اصطفیٰ علی غوث، قطب، اوتار، ابدال اور اولیاء اللہ کے تمام اعمال حسنہ اگر بھیچے کئے جائیں تو ایک صحابی کے ان لمحاتِ محبت نبوی کے عشرِ عشر کے مقابلہ میں بھی بھیچے ہیں جو اس نے نبیِ علیہ السلام کی صحبت میں گزارے۔ گردہ معصوم نہیں تھے۔ بلحاظِ شریعت ان میں سے چٹا ایک زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پر کسی ناگوار قسم کی حرکت کے ارتکاب سے اپنا دامن دیکھنے سیدنا صاحبِ بنی بلیغہؑ سیدنا ماعزؑ اور وہ خاقان جو حالتِ نبی علیہ السلام کی خدمت میں بار بار حاضر ہوتی ہیں اور ہر بار نہیں واپس کیا جاتا رہا۔ مزید تفصیل کے لئے مصنف عبدالرزاق جلد ۷ مطبوعہ برت صحافت ۲۴۰ ۷۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ۱۶۰۵ ۱۶۰۶ ۱۶۰۷ ۱۶۰۸ ۱۶۰۹ ۱۶۱۰ ۱۶۱۱ ۱۶۱۲ ۱۶۱۳ ۱۶۱۴ ۱۶۱۵ ۱۶۱۶ ۱۶۱۷ ۱۶۱۸ ۱۶۱۹ ۱۶۲۰ ۱۶۲۱ ۱۶۲۲ ۱۶۲۳ ۱۶۲۴ ۱۶۲۵ ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹ ۱۶۳۰ ۱۶۳۱ ۱۶۳۲ ۱۶۳۳ ۱۶۳۴ ۱۶۳۵ ۱۶۳۶ ۱۶۳۷ ۱۶۳۸ ۱۶۳۹ ۱۶۴۰ ۱۶۴۱ ۱۶۴۲ ۱۶۴۳ ۱۶۴۴ ۱۶۴۵ ۱۶۴۶ ۱۶۴۷ ۱۶۴۸ ۱۶۴۹ ۱۶۵۰ ۱۶۵۱ ۱۶۵۲ ۱۶۵۳ ۱۶۵۴ ۱۶۵۵ ۱۶۵۶ ۱۶۵۷ ۱۶۵۸ ۱۶۵۹ ۱۶۶۰ ۱۶۶۱ ۱۶۶۲ ۱۶۶۳ ۱۶۶۴ ۱۶۶۵ ۱۶۶۶ ۱۶۶۷ ۱۶۶۸ ۱۶۶۹ ۱۶۷۰ ۱۶۷۱ ۱۶۷۲ ۱۶۷۳ ۱۶۷۴ ۱۶۷۵ ۱۶۷۶ ۱۶۷۷ ۱۶۷۸ ۱۶۷۹ ۱۶۸۰ ۱۶۸۱ ۱۶۸۲ ۱۶۸۳ ۱۶۸۴ ۱۶۸۵ ۱۶۸۶ ۱۶۸۷ ۱۶۸۸ ۱۶۸۹ ۱۶۹۰ ۱۶۹۱ ۱۶۹۲ ۱۶۹۳ ۱۶۹۴ ۱۶۹۵ ۱۶۹۶ ۱۶۹۷ ۱۶۹۸ ۱۶۹۹ ۱۷۰۰ ۱۷۰۱ ۱۷۰۲ ۱۷۰۳ ۱۷۰۴ ۱۷۰۵ ۱۷۰۶ ۱۷۰۷ ۱۷۰۸ ۱۷۰۹ ۱۷۱۰ ۱۷۱۱ ۱۷۱۲ ۱۷۱۳ ۱۷۱۴ ۱۷۱۵ ۱۷۱۶ ۱۷۱۷ ۱۷۱۸ ۱۷۱۹ ۱۷۲۰ ۱۷۲۱ ۱۷۲۲ ۱۷۲۳ ۱۷۲۴ ۱۷۲۵ ۱

کے مطابق سیدہ قتیبہ الزہراءؑ کی تیار داری کی وجہ سے بدر میں شامل نہ ہونا نہایت قابل اعتراض فعل ہے۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ ایک صحابیؓ کی غزلیں عین اسلام ہیں اور دوسرے کے عین اسلامی افعال بھی ناقابل معافی جرم نکات تیرہ سو سال سے یہودیہ عیون کے گھٹھ پوڑ کی یکساں سے جو جھوٹے سکے ڈھل ڈھل کر ہمارے خزانہ ایمان میں غلط ملط ہو کر ہمارے ہاتھوں تک پہنچے آ رہے ہیں جنہم نے انہیں برقا لیں سمجھ لیا ہے اور مزاد مانہ نے ہماری بچان کی صلاحیتیں ہی سلب کر لی ہیں صحابہ کرامؓ کے متعلق مسلمانوں کا ایمان یا ہیثم اقتدایم اھتدایتیم کے مرکز کے گرد گھومتے ہوئے ہمارا کوئی نجات کا موجب بن سکتا ہے اور جس کے دل میں کسی صحابی کے متعلق ایک شخص اس کے ہزاروں حصے جتنا بھی بغض ہو گا وہ اسے جہنم میں لے جاتا یا سبب ہو سکتا ہے۔

صحیح واقعات بیان کرنے سے یہ نتیجہ کیسے اذکر کیا جاتا ہے کہ فلاں کے دل میں فلاں صحابی کے متعلق بغض یا یا یا ہے اللہ تعالیٰ ایسی سلی سوچ سے اپنے امن میں رکھے۔ ایک سچا مسلمان اصحابی کا انجام پر ایمان رکھتا ہے اور اسے موجب نجات سمجھتا ہے یہ سطور یہاں لکھنے کی اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ شہادت ذوالنورینؑ کے سلسلہ میں اکثر مقامات پر سیدنا علیؑ کا ذکر کیا ہے جس سے بعض سبائیت لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات کے چھچھوے برسر رات نظر آتے ہیں۔ انہیں ایک رافضی کی تالیف الامامتہ والی استہ کو مآخذ قرار دے کر لکھی ہوئی کتابیں تو عین اسلام نظر آتی ہیں مگر قرآن اور صحیح احادیث کی روشنی میں مرتب کردہ شہادت ذوالنورینؑ سے بعض علیؑ کی بوجھوس ہو گئی لاجول ولا قوۃ الا باللہ العظیم۔

شہادت ذوالنورینؑ پر ملک بھر کے اہم ترین جرائد کے تبص

ماہنامہ میثاق لاہور (دجولائی ۱۹۷۷ء)

اس کتاب کے مصنف جناب مولانا حکیم فیض عالم صلیقی صاحب ایک صاحب علم شخصیت ہیں وہ عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ اسلامی تاریخ کے موضوع پر گہری نگاہ رکھتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ان کی قلم سے بہت سی مفید کتابیں لکھی جا چکی ہیں جو شائع ہو چکی ہیں۔ اور ان کتابوں نے قبول عام کا مقام حاصل کیا ہے۔ ایک خاص گروہ نے اُمت مسلمہ کو تفرقہ میں ڈالنے کے لئے محبت اہل بیت کے نظریے کے تحت اکابر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر یا ٹھہریں خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان ذوالنورینؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں پیدا کرنے کی مسلسل کوشش کی ہے آج بھی یہ گروہ اپنے کام میں پہلے سے بھی زیادہ مستحضر ہے۔ اس گروہ نے اپنے سب سے کم بدلت سب سے زیادہ حضرت عثمان ذوالنورینؑ کی ذات اقدس کو بھایا ہے۔ تیرے نظر کتاب اپنے عنوان کے لحاظ سے تو شہادت ذوالنورینؑ سے نامزد کی گئی ہے اور اس میں زیادہ تر شبہات غلط فہمی کی شہادت کے تحقیقی اسباب و علل کا اظہار کیا گیا ہے لیکن پوری کتاب کے بین السطور ان غلط اور گروہ کن باتوں کا ابطال موجود ہے جن کا سمبارا لے کر ایک خاص گروہ امیر المؤمنینؑ، امام عادل اور شہید مظلوم حضرت عثمان ذوالنورینؑ کے متعلق سوئے وطن پیدا کرنے کی مذموم حرکت کرتا ہے۔ شہادت عثمانؑ کے کھن میں تاریخ کے صحیح اور حقیقی خدو خال سے واقفیت کے لئے اس کتاب کا مطالعہ انشاء اللہ انتہائی مفید ہوگا۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس درجہ کے انسان ہیں اور جس حیثیت کے مسلمان ہیں اس کے لئے قرآن و حدیث کے دلائل اتنے ہیں کہ ان کا جمع کرنا بھی مشکل ہے لیکن وہ ذاتِ اقدس جس سے لفظ اے حدیث نبوی فرشتے شرم کھاتے تھے آج بدر، مادرِ آزاد مہیا شرم نہیں کھاتے اور اس عظیم ترین انسان پر کچھ پڑا تھا لئے کو حقیقہ کا نام دیتے ہیں تاہم نکل زعمون کوسئی کے اصول کے پیش نظر سردارِ دہر زمانے میں ایسے لوگ موجود رہے اور ہیں جنہوں نے ہر طریق سے اہل ذلیف و فسادات کا مقابلہ کیا اور ان کی بھیلانی ہوئی غلط فہمیوں کا پردہ چاک کیا۔

جناب حکیم فیضی عالم صاحبِ صدیقی ایسے ہی لوگوں میں سے ہیں۔ جو حق کے حمایت کے لئے ہر وقت کمر بستہ رہتے ہیں۔ موصوف جو اس سے قبل کئی ایک قیمتی کتابیں لکھ کر اہل انصاف سے داد حاصل کر چکے ہیں انہی اس تازہ کتاب میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی سیرت و کردار پر بڑی خوبصورت اور تحقیق سے قلم اٹھایا اور فقہ سبائیت کی حقیقت کو اہل شرع کے بقول بوضوح سلجھتی قرین کفایہ ادا کیا ہے۔

ہم بڑے کچھ لوگوں سے گوارش کریں گے کہ وہ جماعتی اور گروہی تعصب سے الگ ہو کر اس کتاب کا مطالعہ کریں۔ بخدا کہ یہ کتاب غلط فہمیوں کے ازالہ کا باعث بن جائے

زیر نظر کتاب کا موضوع سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کی شورش اور آپ کی شہادت کے اسباب پر مدد اٹھا رہا ہے۔ اس موضوع پر اس کتاب کو کچھ لکھا گیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عید اللہ بن سبا اور اس کے ساتھیوں نے امت مسلمہ کی ترقی نو کئے اور اس کو مہینہ کے لئے اندرونی خلقت سے دوچار کرنے کی سازش کی خلافت کو مستحکم کرنے کے لئے عمال پر بے اصل الزامات عائد کئے اور عامۃ المسلمین کے اندر ایک عام بے بسی پیدا کرنے کی کوشش کی نتیجہً انہیں کچھ مہینہ حاصل ہو گئے جن کی مدد سے انہوں نے مدینہ منورہ پر پرورش کی سیدنا عثمان غنی نے ان کے اعتراضات کا موکوت جواب دے کر انہیں دفاع کیا لیکن ان کے اوپر تلوار اٹھانے کی شدت سے مخالفت کی۔ اس طرح انہوں نے ایلا خون دے دیا مگر مدینہ الرسول کی بے غرضی کی اجازت نہ دی۔

تاہم اسے سنت نے اس عام نقطہ نظر میں اتنا اضافہ کر دیا کہ ان سبائیوں کو خود صحابہ کرام کے اندر متقدم بنوا گئے تھے حضرت فاروق اعظم کی شہادت بھی اسی سازش کا نتیجہ تھی۔ مگر اس وقت صحابہ کے اندر اس کا ناپید حاصل رہتی بعد کے چند سالوں میں بعض اکابر صحابہ بھی اس مشن سے وابستہ ہو گئے تو سازشیں کھل کر سامنے آ گئے اور انہیں ہجرات ہو گئی کہ قہرِ خلافت کو ہی محاصرہ میں لے لیں۔ چونکہ عمال کو مدینہ کے اندر سبائیوں کے ساتھیوں کی طاقت کا اندازہ نہ تھا اس لئے باہر سے وہ غلیف کو کوئی مدد دینے کے جس کے نتیجہ میں سازش اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے صحابہ کے اندر کن لوگ اس تحریک کو قوت پہنچانے کا ذریعہ بنے اس سوال کا ہر اتنا اذیت پرکتا ہے نہیں ملتا لیکن اشاروں کنیوں پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مصنف اس کی ذمہ داری بوجہ اہم اور خصوصاً حضرت علی رضی اللہ عنہ لیتے ہیں۔ اس دعوے کے ثبوت میں انہوں نے تاریخ کی کتابوں سے بعض شواہد بھی پیش کئے ہیں۔ لیکن زیادہ خصوصاً روایات سے استنتاج کیا ہے۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ اتنی بڑی بات کہنے کے لئے مضمون کو شواہد سے مدبر مدلل کرنے کی ضرورت ہے۔ ورنہ ہر تفری شائبہ میں پڑ جائیگا

حضرت عبید اللہ کا یہ فعل ناقص قتل کے ضمن میں شمار نہیں کیا جاسکتا پھر
سیدنا عثمان کا یہی طعن ہے خون بہا اور ناقص غلط ہے

مگر سیدنا علیؑ ایک عجیبی نوعیت کا قاتل کو ہر حال میں قتل کرنا چاہتے ہیں۔ اور
جب بس نہیں پتا تو وقت کے انتظار میں خاموش رہتے ہیں اور جب قاتلین عثمان
نام نہاد خلافت کا تاج ان کے فرقہ انور پر کھتے ہیں تو وہ مسکے پہلے عبید اللہ کی
گرفتاری کا حکم جاری کرتے ہیں مگر عبید اللہ کو اپنی سوتیلی والدہ سیدہ ام کلثومؓ
سینٹ علیؑ اپنے باپ کے عذیبہ سے واقف ہو کر شام کی طرف بھاگ جانے کا مشورہ
دیتی ہیں۔ فاضل تبصرہ نگار تو سیدنا عثمانؓ کے قتل کے متعلق پوری کتاب پڑھ
جانے کے بعد شواہد کی شنگی محسوس کرتے ہیں مگر یہ سلسلہ تو فاروق اعظمؓ کی
شہادت تک جاپنچتا ہے۔

۴۔ سیدنا حسنؓ کو دھوکہ کرتے ہوئے دیکھ کر سیدنا علیؑ فرماتے ہیں۔ بیٹے ابھی طرح
دھوکہ دو تو حسنؓ عرض کرتے ہیں ابھی کل آپ نے ایک ایسے شخص عثمانؓ کو
قتل کیا ہے جو مجھ سے بہت اچھا و ضرور کا تھا اور سیدنا علیؑ اپنے بیٹے کا یہ کڑوا
جواب سن کر صدمہ ہو کر خاموش ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان مظلوم عثمانؓ کی محبت
زیادہ عطا کرے۔ ذاکل فیۃ الزہراءؓ مولفہ سیدہ عبدالرشادہ سابق صدر مدرس مدرسیہ نبیہ
میر کھینچے: ماہنامہ تبلی و دہن جلد ۱۲ شمارہ ۳۰۲۔ بابت ماہ اپریل دہری ۱۹۷۵ء

۵۔ سیدنا ذوالنورینؓ کے طلب کرنے پر سیدنا علیؑ اپنے اور حبیبہؓ باتوں میں پھر اپنی
تو تمام حاضرین نے اور اشکاف طور پر کہا کہ آپ قتل عثمان کے ذمہ دار نہیں گئے
اور آپ یہ سن کر اپنے غصہ کو برداشت نہ کر کے اور مال سے شرعیہ لے گئے۔
مزید شواہد اور نظائر کے لئے سیدنا عبداللہؓ کا مصلحہ ضروری ہے۔

استدلال:-

اس صورت میں بعض نا سمجھ قسم کے افراد شاید یہ کہیں کہ سیدنا علیؑ کا مقام کیا
رہ جاتا ہے ان کی نظر اس حقیقت تک نہیں پہنچ سکی کہ عصمت اور جبریت اور سبحانیت

لیکن فاضل مصنف کا ہنوا ہونے میں شاید مشکل محسوس کرے۔ کتاب میں ضمنی طور
پر تحریک کی وسیع کا بڑا کو خوب بے نقاب کیا گیا ہے۔ حاشیوں سے معلومات میں مل
ہوتا ہے۔ کتاب کا پیش لفظ پروفیسر یوسف ساجم حقی کے قلم سے ہے۔
مجموعی طور پر کتاب اچھی ہے اور سوچنے کا مواد فراہم کرتی ہے۔

جائزہ ۵:-

فاضل تبصرہ نگار نے لکھا ہے کہ مصنف شہادت عثمانؓ کی ضروری
بنو ہاشم اور خصوصاً حضرت علیؑ پر دالتے ہیں اور واقعات کا اظہار استنتاج
پر ہے اتنی بڑی بات کہنے کے لئے مضمون کو شواہد سے مزین بدل کر
کی ضرورت ہے۔

یہاں چند باتوں کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔
۱۔ فمن نكث فانما يثبث على نفسه کی روشنی میں صاحب بھیرت اصحاب کو دعوت فکر
دیتا ہوں کہ قاتلین عثمانؓ کی سرپرستی کا کیا مطلب؟

۲۔ اکثر کے لئے یہ فرماتے کہ کیا مطلب کہ اکثر میرے لئے ایسا ہے جیسا میں
عبداللہ السلامؐ کے لئے تھا۔ اس کا انرا فکری کے بعد سے خوش کرنے کی کیا ضرورت
تھی۔ اور اس کی موت پر مرثیہ کہنے کا کیا مطلب؟ کیا سیدنا علیؑ اس بات سے
بے خبر تھے کہ اکثر اور اس کے ساتھی ہی عثمانؓ کے قاتل تھے۔

۳۔ ذرا نظر کو دوڑے جائیں اور دیکھیں کہ ہرمزانؓ جو کسی کے قاتل عبید اللہ بن عمرؓ کو
ہرمزان کا ولی الدم اس کا بیٹا قاذبان جو سچا مسلمان تھا بقول طبری قتل اللہ
اللہ کی خوشنودی کے لئے معاف کر دیتا ہے۔

اس مقام پر اس بات کا اظہار بھی ضروری معلوم ہوتا ہے یعنی جو لوگ بہکتے
ہیں کہ سیدنا عثمانؓ نے اپنے مال سے ہرمزانؓ کا خون بہا اور کہ عبید اللہ
کو آزاد کرایا تھا وہ بالکل غلط ہے۔ ادل تو ایک غلام کے قتل کے قصاص
میں ایک آزاد آدمی کو اس کے قصاص میں قتل ہی نہیں کیا جاسکتا۔ دوسرے

دوسرے سیدنا صاحب سے جو فعل سرزد ہوا تھا وہ قابلِ گردن زدنی تھا۔ اور سیدنا
باروق اعظم کو یہ کہہ کر منع فرمایا تھا کہ غرض! تم نہیں جانتے کہ یہ بدری ہے۔

اگر ایک عام صحابی کا بدری ہونا اس کی تمام لغزشوں کا کفارہ ہو سکتا ہے تو سیدنا
علیؑ جیسے بلند مرتبہ صحابی کا جو عشرہ ہفتہ میں بھی شامل ہوا۔ اصحابِ شجرہ میں بھی شامل
ہو۔ نبیؐ کا داماد بھی ہو اس کے جنتی ہونے کی بشارتیں بھی موجود ہوں۔ ان سے اس قسم
کی لغزشوں کا صدور ممکن نہ ہوگا۔ ان کے مقامِ صحابیت میں کسی کا موجب نہیں ہو سکتا
صحابیہ کا نام سے اس قسم کی لغزشوں کا صدور ایک نبیؐ اور ایک امتیؑ کے درمیان ایک قسم کی
حد حاصل ہے۔ یعنی نبیؐ معصوم ہے مگر کوئی امتیؑ معصوم نہیں ہو سکتا۔ ناخوشہ فتنہ!

۴۔ ہفت روزہ چٹان (۵ جولائی ۱۹۷۷ء)

مسلمانوں کے خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حیاتِ طیبہ کے بارے میں
تحقیقی مواد نہ ہونے کے برابر ہے۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر تو خود رسولِ اکرمؐ نے
مصطفیٰ ہی نے دی ہے۔ لیکن انہیں بے گانوں نے جس طرح اس دن تک محصور کر کے
بھونک اور پیاس سے تڑپا کر پاکر شہید کیا اس کی مثال پوری تاریخِ انسانی میں نہیں ملتی
یہ اور بھی انتہائی کربناک بات ہے کہ؟ کسی بھی ویران جگہ محصور کر کے شہید نہیں کیا گیا
بلکہ انہیں دار الحکومت میں ہی شہید کیا گیا۔ اور اس وقت حضرت علیؑ صرف زندہ تھے بلکہ
بہ حال اور نصیب کن حیثیت رکھتے تھے۔ حضرت عثمانؓ نبیؐ اور خود حضرت رسولِ اکرمؐ کے مصطفیٰ
کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام کی حقانیت پر ایمان لائے۔ اسلام کا خاندانِ مصطفیٰ اور
پھر ایک دوراں رسولِ اکرمؐ نے اپنی حقیقی بیٹی سیدہ رقیہؓ کا نکاح اپنے اسی جانِ نثار حضرت
عثمانؓ سے کیا۔ پھر صدیقِ حضرت رقیہؓ کا انتقال ہو گیا تو رسولِ اکرمؐ کا نکاح اپنے دوسری بیٹی
سیدہ ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کیا۔ اس طرح حضرت عثمانؓ ذوالنورینؓ (دورِ دلے)
کہلاتے۔

فاضلِ مصنف محترم حکیم فیض عالم صدیقیؒ نے اپنی اس کتاب میں نہایت تحقیق
کے بعد واقعات کی نقاب کشائی کی ہے۔ اور جو کچھ اصل تاریخِ حقائق کا جاننا چاہتے ہیں اور اسلام
کے ابتدائی دور میں ہونے والی سازشوں کا اجمالی خاکہ معلوم کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے یہ
کتاب عظیم بہرِ ثبات ہوگی۔ ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنی آگہوں سے تعصب کی پٹی اتار کر
اس کا مطالعہ کرے۔ اسے خود معلوم ہو جائے گا کہ یہودیوں اور ان کے اجدادوں نے آج
ہر مسلمان قوم کو کس طرح تاریخی وجوہات کے گڑھے میں پھیل رکھا ہے ہم اس ابھی تاہم
اور محنتِ شاقہ پر فاضلِ مصنف حکیم فیض عالم صدیقیؒ کو بہرِ تبریک پیش کرتے ہیں۔

لہ: تعلیقہ ذوالنورینؓ از مولف۔۔۔ ذوالنورینؓ کا عام مقہوم و مطلب صرف اس قدر
ہمارے سامنے پیش کیا جاتا رہا کہ سیدنا عثمانؓ کو اس لئے ذوالنورینؓ کہا جاتا
ہے کہ جبکہ بعدِ حجے حضور صادق و صدوق کی دو صاحبزادیاں آپ کے نکاح
میں آئیں اگر صرف اسی فضیلت کی وجہ سے سیدنا عثمانؓ ذوالنورینؓ کہا جاتا ہے تو
سیدنا ابی العاصؓ بن ربیع اور سیدنا علیؑ بن عبد مناف کو بھی ذوالنور کے
القاب سے مقلد کیا جانا چاہیئے تھا۔ گو یہ بھی ایک وجہ فضیلت ضرور ہے مگر
قرآن نے کسی مقام پر کسی بھی غیر سے رشتہ داری کو وجہ فضیلت قرار نہیں دیا
سیدنا عثمانؓ کو ذوالنورینؓ کہنے کا وجوہات اپنے اندر چند اور اہم ترین حقائق
سپیستے ہوئے ہیں۔

- ۱۔ آپ نے لوجہ اللہ و بارِ حجرتِ فرمائی ہجرتِ حبشہ کے موقع پر نبیؐ علیہ السلام
نے فرمایا کہ حضرت لو طو کے بعد عثمانؓ کو یہی یرثون عطا ہوا ہے کہ کس نے
محبوبی کے حجرتِ فرمائی ہے۔ دوسری ہجرت، مدینہ کی ہجرت تھی۔
- ۲۔ سیدنا عثمانؓ دو اہم ترین مواقع پر موجود نہ ہونے کے باوجود موجود قرار
دیتے گئے۔ یغزوہ بدر کے موقع پر حضورِ خاتمِ المعصومینؐ کی صاحبزادی
سیدہ رقیہؓ کا نکاح ہوا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ذوالنورینؓ

کون کی تیار داری کے لئے کھرہ ہے کی اجازت مرحمت فرمادی تھی اور اس سے یہ رکے مال غنیمت سے نہیں ہاتا ہر حصہ دیا تھا۔ اسی طرح بیعت رضوان کے موقع پر سیدنا عثمانؓ موجود تھے بلکہ وہ بیعت ہی آپ کے خون کے تقاضا کے لئے کی گئی تھی بیعت کے وقت آنحضرتؐ نے اپنے ایک ہاتھ کو سیدنا ذوالنورینؓ کا ہاتھ قرار دے کر خود ہی ان کی طرف سے بیعت کی گویا بوم القرآن اور بیعت رضوان کے موقع پر موجود نہ ہونے کے باوجود آپ کو موجود اصحاب کے زمرہ میں شمار کیا گیا۔

۲۔ نو صدیقیت اور شہادت کا عجیب امتزاج آپ کی ذات اقدس میں موجود تھا۔

۴۔ آپ کی خلافت کے پہلے چھ سال خلافتِ فرائضی کا نمونہ تھے اور آخری چھ سال بیعتنا علیؓ کی نام نہاد خلافت کے انداز پر گویا ان دو خلافتوں کے پرتو کا مرقع ہونے لے آپ کو فدا النورینؓ بنا دیا۔

۵۔ فتوحات کے لحاظ سے آپ کی خلافت کے پہلے چھ سال سکندر ذی القرنین کی فتوحات کے مثیل تھے اور آخری چھ سال اصحاب کہف کی زندگی کا نمونہ تھے۔ سورہ کہف کے ان دو واقعات کے پرتو کی عجیب مماثلت آپ کی ذات اقدس میں جمع ہو گئی تھی۔

۶۔ آپ کی ذات صدیق اکبر کی سخاوت و عیبت اور فاروقِ اعظم کی فتوحات اور روشنائی انداز کا عکس میل تھی۔

غرضیکہ آپ کی ذات اقدس مجموعہ حسنات و کمالات تھی جس میں متعدد دو قسم کی صفات کی یکجائی نے آپ کو عالمِ ارضی سے عرشِ عظیم تک کی فضاؤں کی مخلوق نے ذوالنورینؓ کے نام سے جانا پہچانا اور پکارا۔

۷۔ آپ وہ واحد صیٰقی ہیں جن کے متعلق قیامت تک محرابِ دمہنبر سے فضائے بسط میں کام لے لیا و الایمان کے نعرے کو نچتے رہیں گے۔

اور ایسے ہوتے ہیں ذوالنورینؓ !!

۵۔ سہفت روزہ الاسلام گوجرانوالہ (۳۰ اپریل ۱۹۸۷ء)

محقق شہر جناب حکیم سنہ سے عالم صدیقیؒ سے ہماری جماعت کے بانی زاد اہل قلم بہ تاریخ و سروران کی بڑی گرمی نظر ہے۔

اختلافِ امت کا المیہ حقیقت مذہبِ شیعہ۔ مقامِ صحابہؓ۔ واقعہ کربلا۔

بنات الرسولؐ اور عترت رسولؐ اسی محققانہ کتابیں لکھ کر اہل شیعہ کی صفوں میں نزلہ برسا کر دیا ہے۔ اختلافِ امت کا المیہ میں آپ نے قدامتِ اہلِ مدینہ کے علاوہ نہایت

کی مکمل تاریخِ سمودی ہے۔ اور مزائیت، نقیضہ الکاہدیت کے ساتھ ساتھ سوشلزم کا خوب پورٹ مارٹم کیا ہے۔ زیرِ تبصرہ کتاب شہادتِ ذوالنورینؓ بھی ان کی تحقیق و کاوش کا بہترین مرقع ہے۔ مکتبہ عزیزیہ کے منہم حافظ عزیز الرحمن صاحب مبارکباد کے حق میں کہ انہوں نے مولانا صدیقی صاحب کے رشحیات فکر کو خوبصورت انداز میں شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں برکت کرے اور مولانا صدیقی صاحب کی سعی و کاوش کو قبول فرمائے (شہادتِ ذوالنورینؓ کا دوسرا ایڈیشن جو اس وقت قلمبریں کے زیرِ نظر ہے شایانِ الابدیت میں شائع کجرات کے اہتمام سے شائع ہو رہا ہے "ناماشر")

یوں تو اسلام کی تاریخ میں خونِ شہداء کی رنگینی اور حادثاتِ قاجریہ کی نہیں لیکن حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت اس قدر دناک ہے جس کی مثال پوری تاریخ میں نہیں ملتی حقیقت میں یہ عالم اسلام کا سب سے بڑا المیہ ہے عصمت و عفت، شرم و حیا کے بے مثل انسان جن کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ عثمانؓ بہت حیا دار ہیں ان سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں اسی ذیق رسولؐ کا مفسدین نے کم و بیش چالیس روز تک محاصرہ کئے رکھا جسے غصہ میں آپ کے قتل کے منصوبہ مکمل کر چکے تھے۔ تو آپ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اسے تو گوارا کر کے مجرم

میں تم میرے خون کے پیاسے ہو، شریعت اسلامی میں کسی شخص کے قتل کی تین ہی صورتیں ہیں۔ اس نے بدکاری کی جو تو اسے سنگسار کیا جاتا ہے۔ اس نے قتل عہد کیا ہو تو وہ قصاص میں مارا جاتا ہے وہ مرتد ہو گیا ہو تو اسے انکار برائے قتل کیا جاتا ہے۔ ستم اللہ کے لئے بتا دیا گیا میں نے کسی کو قتل کیا ہے۔ یہ سب کچھ پر بدکاری کا الزام لگا سکتے ہو کیا میں رسول اللہ کے دین سے بھر گیا ہوں۔ مسلمانوں کو اپنی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور حضرت محمد رسول اللہ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ کیا اس کے بعد بھی تمہارے پاس میرے قتل کی دھج جواز باقی ہے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان در دنیا کا لفظ کا کسی کے پاس کبھی جواب موجود نہ تھا۔ لیکن پھر بھی مفسدین کے دلوں میں خوف خدا پیدا نہ ہوا اور مفسدین کی جماعت اپنے ناپاک ارادوں پر قائم رہی اور حضرت عثمان کے خون سے قرآن کو رنگین کر کے ہی ستم بیکار بھی حضرت عثمان پر طرح طرح سے استفادہ کرتے جاتے ہیں ان کا کافی دسکت جواب اس کتاب میں موجود ہے۔ ایسی کتابوں سے بچو اور کوئی لائبریری یا خالی نہیں چاہئے۔

۴۔ ہفت روزہ الاعتصام (۱۸ جون ۱۹۷۷ء)

زیر نظر کتاب شہادت ذوالنورین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں محقق نے نظر کرنے کے لئے تحقیق کے ساتھ لکھی ہے سیدنا عثمان کی شہادت عالم اسلام کا وہ المیہ ہے جس کے گھاؤ کی ٹیس قیامت تک محسوس کی جاتی رہیں گی مصنف صاحب نے نہایت محققانہ انداز میں آپ کی شہادت کے ان پوشیدہ گوشوں کے چروں سے نقاب کشائی کی ہے جو تمام تاریخوں میں موجود ہونے کے باوجود انتہائی چابکدستی سے سناٹوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھے گئے ہیں۔

اس کتاب کو پڑھنے سے دو رنگی ٹھکے ہو جاتے ہیں کہ خلیفہ ثالث حضرت عثمان کو چالیس دن تک ٹھیکہ رکھنے کے بعد سیدہ سے قتل کیا گیا۔ اور باغیوں کے خوف و ہراس کی وجہ سے حضرت علیؓ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ جنازے میں شریک نہیں ہوئے ان کے جنازے میں سولہ افراد نے شرکت کی اور حضرت عثمانؓ کو باغیوں کے خون سے یہودیوں کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ اس موضوع پر اپنی نوعیت کی ادبین تالیف ہے اور مصنف صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے پوشیدہ گوشوں کو یکجا کر کے عظیم خدمت انجام دی ہے تاریخ اسلام کے ہر طالب علم کے لئے اس کتاب کا مطالعہ بہت ضروری ہے (صلاح الدین ندیم)

الاعتصام دہ ماہ کتاب کی ”حقیقتات“ سے ادارہ ”الاعتصام“ کا متفق ہونا ضروری نہیں۔

استدراک :- اس صورت میں جبکہ اہل سنت کے تمام فرقوں کے اکابرین نے اس تالیف پر اپنے جائز میں بیٹوں تاہم یہی بھرے کلمے ہیں اور سیکڑوں قدآور و جن شخصیتوں نے تولد کی اس کاوش کو طبرہ زلزلہ فی الفاظ میں سراہا۔ اور محنت کی داد دی ہے ادارہ الاعتصام کے عدم اتفاق کے متعلق سوائے اس کے کیا کہا جاسکتا ہے کہ اس نے خواہ مخواہ اپنے لئے جگہ ہنسائی کا سامان بہم پہنچا

ہے۔ یہی سنی سوچ سے اللہ تعالیٰ اپنی بناہ میں رکھے۔ شاید ادارہ
الاعتصام کے پیش نظر اپنے ائمہ برین کے اقوال ہوں چنانچہ دیکھتے فتاویٰ غنائہ
جلد ۱ طبع لاہور اور فتاویٰ مذہبیہ جلد ۳ صفحات ۳۱۱، ۳۲۵۔ فتاویٰ مذہبیہ
جلد ۳ ص ۴۴۴ پر تو یہاں تک لکھا گیا ہے کہ اگر ایک ہی جگہ حضرت علی اور حضرت
معاویہ کا ذکر آئے تو حضرت معاویہ کو حضرت دیکھا جائے۔

دین میں شخصیت پرستی — دین کے لئے قسم تمام ہے اور پھر شخصیت پرستی
جب جہ غلو سے بھی بڑھ جلتے اور انسان حق و صداقت کے اٹھار کو مصلحت
وقت اور مداخلت کی نذر کر دے تو سوائے الامان کے کیا کیا جاسکتا ہے۔
ادارہ الاعتصام اپنی افتاد طبع کے باعث درست نظری کا ترک پالنے سے ہمیشہ
قاصر رہا۔

جائزہ :-

فاضل تبصرہ نگار کا یہ خیال درست نہیں کہ سیدنا ذوالنورینؑ کو یہودیوں کے قہرستان
میں دفن کیا گیا تھا۔ آپ کو اپنے ذاتی ملوک یا بیچہ شش کو کب یعنی پھولوں کی پھولواڑی
میں دفن کیا گیا تھا۔ یہ بیچہ جنت البقیع کے ایک کونے میں واقع تھا۔ جسے بعد
میں جنت البقیع میں شامل کر دیا گیا۔ جیسا کہ آج تک موجود ہے۔

یہودیوں کو سیدنا ذوالنورینؑ کی شہادت سے ۲۸-۲۹ سال پہلے مدینہ سے خارج
کر دیا گیا تھا۔ اس وقت مدینہ میں یہودیوں کا کوئی قہرستان موجود نہ تھا۔ ان کی قبریں
اگر کہیں تھیں بھی ۲۸-۲۹ سال کی مدت میں ملیا میٹ ہو چکی تھیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

از قلم جناب پروفیسر **لوسیف سلیم صناحیشتی** الحسینی شارح کلام اقبالؒ

اس میں کوئی شک نہیں کہ محقر کی حکیم فیض عالم صدیقی صاحب نے شہادت،
سیدنا عثمانؓ ذوالنورینؓ، لکھ کر بہت بڑی دینی اور علمی خدمت انجام دی ہے۔
اگر پاکستانی مسلمانوں میں ذوق تحقیق نہ ہو چکا ہوتا تو عوام اور خاص دولوں
اس کتاب کو حزر جان نہاتے اور مصنف کی قرا وافی حوصلہ افزائی کرتے مگر۔۔۔
آہ محکومی و تقلید و زوال تحقیق

فاضل مصنف نے اپنے مقدمے یا ”وجہ تالیف“ میں یہ بات بالکل صحیح لکھی
ہے کہ :-

”بیشی نظریات جس جا کہ سکتی ہے تیرہ صدیوں سے اہل سنت کے اذعان و قلوب
کو مسموم کر رہے ہیں۔ ان کے پیش نظر علماء اہل سنت کا یہ فرض تھا کہ وہ اپنے درمیان
رفیع نسبہ، رفیع دین، آئین باجمہر جیسے فردی اختلافات کو نظر انداز کر کے اس فتنہ
عظیم سے اُمت کو آگاہ کرتے اور اس کے ازالے کے لئے مستعد ہو کر کوشش کرتے
مگر افسوس کہ علماء کی اکثریت اپنے فردی اختلافات، برادری تمام علمی کاوشیں اور ذہنی
صلاحتیں ضائع کرتی چل آ رہی ہے اور اہل فتنہ کی طرف سے شتر مرث کی طرح اپنی
آنکھیں بند کر کے بھیجی ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ عوام الناس رعامۃ المسلمینؑ کی حیثیت
دنیا کی تیار کردہ شرک و بدعت کی کھیتوں میں کودتے چلے جا رہے ہیں۔۔۔۔۔
غضب خدا کا سنی علماء و اہل سنت سے سیکڑوں عالمین مجتہد و دستار، اغیار کے سرور
میں سر مل کر انہی کا شاگ الاپ رہے ہیں۔“

محرّمی صلیقی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے وہ حرف بحرف صحیح ہے یہاں صرف ایک شاذ پیش کرتا ہوں جیسا کہ محرمی صلیقی صاحب نے بھی لکھا ہے۔
 مسندوں کے مستخرج شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی مرحوم متوفی ۹۸۵ھ
 جانشین مجدد عصر شاہ ولی اللہ دہلوی مرحوم اپنی تفسیر بارہ نعم میں لکھتے ہیں۔
 ”رسول اللہ نے فرمایا کہ علی بن ابی طالب کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے،
 قاضی ابن حنبل اور جوئی روایت کے معانی پر موقوفین اور خود فیصد کر لیں کہ جب
 شاہ عبدالعزیز جیسے سنی عالم نے اس روایت کو اپنی تفسیر کی زینت بنانے میں کوئی تامل
 نہیں کیا تو عوام شرک کی کسب پتی میں پڑے ہوئے ہوں گے۔
 تعجب ہے کہ شاہ صاحب نے اس جھوٹی روایت کو درج کرتے وقت اتنا بھی نہ
 سوچا کہ اگر علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے تو اس پر ایک طالب حق حبیب
 اعتراضات کر سکتا ہے۔“

۱۔ اگر حضرت علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے تو صاحب موصوف معبود ہوئے
 یا نہیں؟

۲۔ اگر نہیں ہوئے تو کیوں نہیں ہوئے؟

۳۔ اور اگر ہوئے تو دو معبود ہو گئے یا نہیں؟

۴۔ حضرت صدیق اکبرؓ یا جامع اُمت، حضرت علیؑ سے بزرگ ترین بلکہ افضل الصحابہ
 ہیں تو حضرت صدیق اکبرؓ کی طرف دیکھنے کا کیا ثمر ہوگا؟

۵۔ آنحضرت صلعم صدیق اکبرؓ سے بھی بزرگ تر بلکہ افضل الناس اور افضل الانبیاء
 ہیں۔ تو آپ کے چہرے کی طرف دیکھنے کا ثمر کیا ہوگا؟

۶۔ بغیر اس روایت مذکورہ حضرت صدیق اکبرؓ کی تحقیر و ذہن ہوتی یا نہیں؟ اگر نہیں
 ہوتی تو کیوں نہیں ہوتی؟

۷۔ اگر النظر الی وجہ علیؑ عبادت ہے تو یہ عبادت خود آنحضرت صلعم سے کی
 یا نہیں؟ اگر کی تو شرک جلی لازم آیا یا نہیں؟ اور نہیں کی تو ترک واجب لازم آیا یا نہیں؟

۸۔ اس حدیث یا ارشاد رسولؐ پر کس کس صحابی نے عمل کیا؟

۹۔ اگر نہیں کیا تو ترک اولیٰ لازم آیا یا نہیں؟ نیز احادیث ارشاد رسولؐ ہوتی یا نہیں؟

۱۰۔ اللہ پر یہ اعتراض لازم آئے گا کہ حضرت علیؑ کو وفات دیکر اس نے لاتعداد مسلمانوں
 کو عبادت سے محروم کر دیا۔

۱۱۔ آنحضرت صلعم نے اس عبادت سے متبع فرمایا یا نہیں؟ اگر نہیں تو ترک اولیٰ لازم
 آیا۔ اور اگر فرمایا تو یہ فعل شرک ہوا یا نہیں؟

۱۲۔ حضرت علیؑ کو یہ مقام کب حاصل ہوا کہ ان کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت
 بن گیا؟

نوٹ: فی الحال یہ بارہ اعتراضات وارد کئے ہیں ان کے علاوہ اور اعتراضات
 بھی ریزرو اسٹاک میں محفوظ ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ علمائے اہل سنت کی اس شرک نوازی اور علیؑ پرستی کو دیکھ کر یہ
 مصرعہ بے ساختہ زبان پر آ جاتا ہے۔

چو کھرا ز کعبہ پر خیزد کعب ماند مسلمان

یہی وجہ ہے کہ آج ہندو پاکستان کے ۵۰ فیصد مسلمان حضرت علیؑ کو۔
 ”مشکل کشا“ یقین کرتے ہیں اور ہر مصیبت کے وقت اللہ کے بجائے انہیں پکارتے

ہیں۔

محرّمی صلیقی صاحب نے یہ کتاب کعبہ کرّم رض کفایہ انجام دیا ہے۔ مجھے یقین ہے

اس کتاب کے مطالعہ سے سنی مسلمانوں پر سید الشہداء امام مظلوم حضرت عثمان
 غوثؓ کا مقام بھی واضح ہو جائے گا اور ان کی دینی خدمات کا کچھ اندازہ بھی ہو جائے گا

مجھے افسوس ہے کہ میں اپنی خرابی صحت کی وجہ سے اس کتاب کی خوبیوں پر۔
 بالاستیعاب ترصّہ نہیں کر سکتا اس لئے اس قول حق پر اکتفا کرتا ہوں کہ صدیقی صاحب

نے تمام طالبان حق کے لئے راہ تحقیق ہموار کر دی ہے اور وہ یہ بات بلا خوف تردید
 کہہ سکتے ہیں۔ صلائے عام ہے یا ربانے میکدہ کے لئے

گلدستہ عقیدت

✱۔ عالم اسلام کے اس خلیفہ اعظم کے حضور میں جس کے متعلق لسان صدق کا یہ ارشاد قیامت تک درخشندہ و تابندہ رہے گا۔

لیدخلن لبشفا عا لعثمان سبعون الفا قد استوجبوا النار الجنة
لجیر حساب (رواہ ابن عساکر) عثمان کی شفاعت سے ستر ہزار استوجبۃ
جنت میں جائیں گے۔

✱۔ اس ضعیف العمر شہید اعظم کے حضور میں جس کے متعلق حاملہ دینی یوحیٰ کا ارشاد ہے
ان عثمان الاذل من ہاجر الی اللہ باہلہ یعد لوط (رواہ طبرانی)
عثمان ان لوگوں میں سے پہلے ہیں جنہوں نے لوط کے بعد اپنی بیوی کے ساتھ
اللہ کی طرف ہجرت کی۔

✱۔ اس فیض جایشِ عسرت کے حضور میں جس کا یہ واقعہ اظہر من الشمس ہے۔
جاء عثمان الی البنی صلی اللہ علیہ وسلم بالغ دینا رقی کلمہ حین
حصنہ حبش العسرة فشرھا فی حجۃ فرائت البنی صلی اللہ علیہ وسلم
یقیناً فی حجۃ وبقول ماحر عثمان ما عمل بعد الیوم مرتب (رواہ احمد)

جب نبی علیہ السلام نے جایشِ عسرت یعنی اس لشکر کے لئے جو جنگِ تبوک کے
واسطے انصاری عرب و شام سے روانے کے لئے تیار اور تقرر فرمایا تھا مسلمان اکٹھا
کرنا شروع کیا تو حضرت عثمانؓ آستین میں بزار دینا رکھیں لے اور اُخسنتہ کی
گود میں لے دی۔ راقی کہتا ہے کہ میں نے اس وقت رسول اللہؐ کو دیکھا کہ آپ
ان رہنماؤں کو اپنے گود میں الٹ پائے کر دیکھتے ہیں اور جانچ کے طور پر اپنے ہاتھ
کرتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ کہ عثمانؓ اس کے بعد جو عمل کرے گا اس کو مغفرت ہوگا
یہ کلام آپؐ نے دوبار فرمایا۔

کیا عجیب یہ کتاب کسی حق پیر سے دل میں تحقیق مزید کا داعیہ پیدا کر دے اور
عامۃ المسلمین حقیقت حال سے آگاہ ہو سکیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے اُمید ہے کہ وہ محترمی صدیقی صاحب کو ماسدین کے
حسد اور منافقین کے عناد سے محفوظ رکھے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس دور میں انہوں نے جس غیرتِ ایمانی کا ثبوت دیا ہے وہ اس
مردہ قوم کے علماء و موفیاء و دو تلوں کے لئے سرمہِ عبرت ہے۔ احقاقِ حق کے سلسلے میں
انہوں نے تنہا عرصہ دراز سے کمر باندھ رکھی ہے اور اس سلسلے میں بوجہ کئی گنا
نامساعد حالات کے باوجود شائع کر چکے ہیں مثلاً حقیقت مذہب شیعہ، واقعہ کربلا
”مقام صحابہ، ثبات الرسول“ اور ”عسرت رسول“

میں اپنے صدیقی محترم کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مفصل تبصرے
کے لئے جس فرصت اور یکسوئی کی ضرورت ہے وہ نہ مجھے اس وقت حاصل ہے
اور نہ عنقریب حاصل ہونے کا کوئی امکان ہے اس لئے وہ مجھے معذور سمجھیں اگر میں
نے ان چند سطور پر اکتفا کیا ہے۔

آخر میں قارئین کو یقین دلانا ہوں کہ میں نے کتاب کا مسودہ بالاستیجاب پڑھا
ہے اور میں اس کی افادیت کا یقین قلب معترف ہوں۔ انشاء اللہ قارئین کو اس کی
مطالعہ سے بہت نفع ہوگا۔ بلکہ ان کا ایمان تازہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ مصنف کو شہرِ دارالہجرت سے محفوظ رکھے اور اس کتاب کو قارئین کے
لئے نافع بنائے۔

۷۔ این دعا از من و از محمد جہاں آیین باد

۱۹-۱۱-۷۵ بوفی صحتی الحسنی

لے بے بدین کے بعد پانچ گنا میں فرستید سلطانِ مہرِ شہید ویر المیزان میرزا کا حکم مشکوٰۃ العجایب جلد ۱ ص ۱۷۲
پہلے نسخہ سرزمینِ راجہ کی اور صدیق کا نام ہے شیخ جو کہ ایک سے باہر میں دیکھ سکتے ہیں پھر دو عین حال
میں لکھ لکھ تم اللہ اللہ۔

* عصمت و عفت اور شرم و حیا کے اس بے مثل انسان کے حضور میں جس کے متعلق خاتم النبیینؐ نے فرمایا: عثمانٌ حییٰ شعی منہ المملکتہ (رواہ ابی ہریرہ) عثمانؓ بہت حیا دار ہیں ان سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

ان اشدٰ هذه الامة بعد نبيها حياء عثمان (رواہ ابولعیم) نبی کے بعد اس اُمت میں سب زیادہ حیا دار عثمانؓ ہیں عثمانؓ لیکن حید المملکتہ و حییٰ عیش الحسرت اللہم ادر الحق معه حیث دار (رواہ الترمذی) عثمانؓ سے فرشتے حیا کرتے ہیں اس نے عیش و عشرت کا سامان کیا اور ہماری مسجد کو فراخ کیا یہاں تک کہ وہ ہمارے لئے کافی ہو گئی

* اس نصیب و رکے حضور میں جس کے متعلق شافع عشرتے فرمایا:۔

عثمان بن عفان و فی الدین و الاخرة (رواہ ابولعیم)

عثمانؓ بن عفان دنیا و آخرت میں میرے دوست ہیں۔

* اس بلند مرتبہ خوش نصیب و امیر المؤمنینؓ کے حضور میں جس کو آنحضرتؐ نے اپنا کفو فرمایا۔

* نبی علیہ السلام کے اس محبوب و اماند کے حضور میں جس کے متعلق آپؐ نے فرمایا عثمان ام کلثوم الابوی من السما و الارض میں نے عثمانؓ کا نکاح اُم کلثومؓ سے نہیں کیا مگر بسبب وحی آسمانی کے۔

* حجت میں نبی علیہ السلام کے اس رفیق کے حضور میں جس کے متعلق ارشاد ہے

لکل نبی رفیق فی الحجة و رفیقی فیہا عثمان (رواہ الترمذی) ہماری حجت میں رفیق ہے اور حجت میں میرا رفیق عثمانؓ ہے۔

ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم و تب علینا انک انت التواب الرحیم

جیکم فیض عالم صدیقیؒ راجد دہشت

وجہ تالیف

سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں بظاہر مسلمان تین گروہوں میں بٹ گئے۔ اہل سنت و الجماعت، اہل تشیع اور خوارج۔ تیسرے گروہ کا ظہور مصر کے صفین کے دوران ہوا اور گواہان تشیع کا ظہور بھی اسی دوران میں ہوا اور وہ لوگ کھل کر بہت بعد میں سامنے آئے مگر اس گروہ کی بنیاد سیدنا فاروق اعظمؓ کی فتوحات ایران کے دوران میں جولو لائے اور نہادند کے مجوسی غلاموں کے ہاتھوں رکھی گئی ان لوگوں کی سازش و فتنہ کو مجوسی کی شکل میں سیدنا فاروق اعظمؓ کی شہادت کا سبب بنی۔ اہل بی حکومت کے بقیۃ السیف و حقانوں، ہرزباؤں اور امارہ و درڑ ساوے دلوں میں اپنی شہنشاہی کی تباہی کا بیڑا صدمہ تھا۔ اور وہ اس صدمہ کو آج تیرہ چودہ صدیاں گزرنے کے باوجود نہیں بھولے۔ اس وقت وہ صدمہ تازہ تھا اور وہ ہر ایسا کام کر گزرنے کے لئے تیار تھے جس سے ان کے نفیض و عناد کے جذبات کو کسی حد تک تسکین ملتی۔

فاروق اعظمؓ کی شہادت کے بعد سیدنا ذو النورینؓ کی خلافت کے ابتدائی چھ سال بظاہر امن کے نظر آتے ہیں مگر حقیقت میں اندر اندر ان لوگوں کے نفیض و عداوت کے جذبات میں کھد کھد جاری رہی یہاں تک کہ عبداللہ بن سباؓ جیسا یہودی شاطھ بھی ایک نئے انداز سے اسلام کے خلاف سازشوں کے تانے بانے تیار کرنے میں مشغول ہو گیا۔ واقعات کا سیاق و سباق اور اسباب و ملل کا مالد و ما علیہ ان اُموی طرہ رہنمائی کرتا ہے کہ سیدنا عثمانؓ کی شہادت بھی سیدنا فاروق اعظمؓ کی شہادت کی ایک کڑی سحی۔ سیدنا عثمانؓ کی شہادت کے بعد یہ لوگ کھل کر سامنے آ گئے اور سیدنا علیؓ کو گھیر گھا کر خلافت قبول کرنے پر مجبور کیا۔ آپ کے ہاتھ پر جبر سے خلافت کرنے کے بعد تنہا ہی کو انہوں نے اپنی تحریک کا راز سرگرمیوں کے لئے ناموافق سمجھ کر سیدنا علیؓ کو آمادہ کیا کہ کوڑ کو دار الخلافہ بنایا جائے چونکہ کوڑا بی سازشوں کے پسپے کے لئے موزوں مقام تھا۔ سیدنا علیؓ کی خطبات کا اگر کجا بیچ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی خلافت

کا تمام زمانہ ان لوگوں سے نالایق رہے اور آخر ان لوگوں کے ہاتھوں ہی فطرت شہادت سے سر فزاں ہوئے۔ آپ کے لیے رسیدنا حسن نے ان لوگوں کا بڑی گہری نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد خلافت کا حق جو ہم کو چھوڑ دیا۔ آپ کی مومنہ ذراست نے خوب سمجھ لیا تھا کہ ان لوگوں کو ساتھ لے کر کوئی کام نہیں کیا جاسکتا اور ان کو سیدھا کرنے کے لئے سیدنا معاویہؓ سے بہتر تمام عالم اسلام میں کوئی انسان موجود نہیں ہے۔ رسیدنا حسنؓ کی یہ ذراست نبیؐ کی پیشگوئی کی تعبیر تھی۔ اگرچہ سیدنا معاویہؓ نے سبائے کون کے کس بن نکال کر رکھ دیئے۔ مگر کسین و عربین مملکت میں یہ لوگ نہ زمین اپنی تخریب کا راز نہ سرگرمیوں میں مصروف رہے وقت موعود پر معاویہؓ بھی اللہ کو پیار سے ہو گئے اور حسنؓ بھی۔ اب سیدنا امیرؓ مدبر اور آراستہ خلافت تھے۔ یہ لوگ تبدیلی خلافت کو ایک نیک مشکون سمجھ کر رسیدنا حسنؓ کو گھیرنے میں کامیاب ہو گئے اور آخر کربلا کا سانحہ ولد و زاد واقعہ جگر خراش پیش آیا۔ یہاں پہنچ کر یہ لوگ واضح طور پر شیعیان علیؓ کے نام سے منصفہ شہود پر نمودار ہوئے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ نہ تو اس وقت یہ لوگ شیعان علیؓ تھے نہ اب ہیں۔ اس وقت بھی اسلام دشمن سرگرمیوں میں نہما سکتے اور آج بھی اسی دگر پر دواں ہیں۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ان کے تمام عقائد جو مس و مہود کے عقائد کا چرہ بہ ہیں۔ وہ اسلام جو نبی علیہ السلامؐ نے پیش کیا تھا اس کی ایک بات بھی ان کے دین میں موجود نہیں۔ میں نے ان سطروں میں جن امور کی طرف اشارات کئے ہیں ان کی حقیقت بالتحقیق بالافصاح اور مدلل طور پر میں اپنی سابقہ تالیفات حقیقت مذہب شیعہ، مقام صحابہؓ، بنات الرسولؐ، عزت رسولؐ اور واقعہ کربلاؓ میں بیان کر چکا ہوں۔

اگر بات ہمیں ناک مرتبی یعنی یہ لوگ اپنے خود ساختہ نظریات کے مطابق یا اپنے روحانی آب و جد کے عقائد کے مطابق اپنی تیار کردہ دینی دنیا میں جو چاہتے کرتے تو ہمیں ان کے حالات اہل سنت کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت نہ ہوتی مگر بات بہت آگے بڑھ چکی تھی۔

ان لوگوں نے بظاہر نبی علیہ السلام اور تین چار صحابہؓ کے علاوہ آج تک کسی

کو معاف نہیں کیا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے نبی علیہ السلام اور ان تین چار صحابہؓ کو بھی معاف نہیں کیا بلکہ ان کی زبان میں اللہ کو بداء ہوتا ہے محمد رسول اللہؐ پر جبریلؑ غلطی سے قرآن لائے اصل میں قرآن علیؓ پر نازل ہوا تھا۔ مگر یہیں ان کے ان نظریات پر کسی کوئی اعتراض نہیں تھا جبکہ وہ اپنی بد زبانوں کو اپنی محفلوں تک محدود رکھتے۔ مگر ان کی تعلیمات نہ سرگرمیوں نے اہل سنت کی جاہل اکثریت کو اپنے بچوں میں جکڑ کر ان کے عقائد میں خستہ اندازی کی ہے۔ اس صورت نے مجبور کر دیا کہ ان لوگوں کے حالات بیان کر کے اہل سنت کے جاہل طبقہ کو ان غلط فہمیوں سے نکالا جائے۔

کتنی تیرانی کی بات ہے کہ نبی علیہ السلام نے جسے مہدیؑ و ہادیؑ فرمایا ہو اور جس کے متعلق ارشاد صغیرؑ موجود ہو ایسے لوگوں کو آج اہل سنت کا ایک کثیر گروہ اپنی جہاں کی دجہ سے اہل تشیع کی طرح مرسے لفظوں سے یاد کرتا ہے۔ اور اپنے فرخ بین و ایمان کو نذر آتش کئے جاتا ہے۔

شیعی نظریات جس چاکر کتنی سے تیرہ صدیوں سے اہل سنت کے اذان و دقلوب کو مسموم کر رہے ہیں۔ ان کے پیش نظر اہل سنت کے علماء کا فریضہ تھا کہ وہ اپنے دینی رف و سیاه، رف و بین، آئین باجمہر وغیرہ کے فروعی اختلافات کو نظر انداز کر کے اس تفسیر عظیم سے اُمت کو آگاہ کرتے مگر افسوس کہ ان علماء کی اکثریت اپنے فروعی اختلافات پر اپنی تمام علمی کاوشیں اور ذہنی صلاحیتیں صرف کرتی جلی آ رہی ہے اور آج تک اہل فتنہ کی طرف سے خستہ ترش کی طرح انہیں بند کئے بیٹھے ہے اور عام شیعہ دنیا کی تیار کردہ شرک و بدعت کی مصیبتوں میں کودتے چلے جا رہے ہیں۔ مگر کئی علماء کرام سے اس نہیں ہوتے۔ بلکہ غضب خدا کا کشتی علماء میں سے بھی سمیٹاؤں حاملین جتہ دستار اغیار کے سڑوں میں سر مل کر نہیں کا سا راگ الپ رہے ہیں یہاں تک کہ شاہ عبدالعزیزؒ جیسے نابغہ عصر جن کے قلم سے تحفہ ثناء عشرہؒ بھی ضخیم کتاب نکلی گئی پارہ نمٹے بیسایوں کی تفسیر لکھتے ہوئے تفسیر محسوس کے طور پر شیعہ وسیع کاروں سے متاثر ہو کر ”الانظاہر علی عبادۃ“ لکھنے سے نہ چوکے تو ان حالات

میں ماوروشما کا کیا ذکر؟

زیر نظر کتاب شہادت ذوالنورین کے نام سے موصوم کی گئی ہے اور اس میں نہ آپ کی شہادت کے واقعات ہی سموئے کی کوشش کی گئی ہے مگر اس کے بین السطور یہ وہ اسباب و علل اور وہ واقعات و حالات خود بخود سامنے آتے چلے گئے ہیں جو دنیا کے شیعیت کے مالک و ماعلیہ پر خود بخود منطبق ہوتے چلے گئے ہیں۔

سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نام - عثمان

کنیت - اسلام لانے سے پہلے ابو عمرو۔

اسلام لانے کے بعد سیدہ زینہ بنت رسول اللہ سے نکاح کیا تو حضرت سیدہ کے بطن سے سیدنا عبداللہ پیدا ہوئے ان کے نام پر ابو عبداللہ کی کنیت سے مشہور ہوئے لقب - ذوالنورین - حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے سیدہ زینہ اور سیدہ ام کلثوم آپ کے نکاح میں آئیں اس لئے ذوالنورین کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ذوالنورین کے لقب کے متعلق گذشتہ صفحات میں تفصیلی بحث ہو چکی ہے۔

۱۔ بنات الرسول شیعہ سنی کا پرانا نزاع مسئلہ نہیں بلکہ دورِ حاضر کے شیعوں کی ایجاد ہے سیدہ زینہ کی صحاح اربعہ اور دیگر تمام ائمہات الکتاب میں نبی علیہ السلام کی چار صاحبزادیوں کا ذکر موجود ہے اس سلسلہ میں راقم کے دور رسائل مکتوبہ مفتوح اور بنات الرسول طبع ہو چکے ہیں مؤخر الذکر میں چند شیعہ علماء سے اس موضوع پر خط و کتابت ہے اس موضوع پر چھوڑ کر ذیل رہا دلیر میں مولانا عبدالستار تونسوی اور مولوی محمد اسماعیل شیعہ کے درمیان شیعیاں ۸۰ ۱۳۸ھ میں ایک فیصلہ کن مناظرہ ہوا تھا جو طبع ہو چکا ہے۔ مولوی اسماعیل کوئی جواب دے نہ سکا۔

میرے رسائل بنات الرسول کی طباعت کے بعد مرزا یوسف حسین نے البتول نامی ایک سالہ لکھا۔ اس میں مذکور ہے دو رکہی لایا چنانچہ لکھتا ہے کہ سیدہ زینہؓ بحالتِ بزرگی نبی علیہ السلام کے نکاح میں آئیں مگر پہلے نکاح سے آپ کا رت محفوظ رہی اور طہریہ کہ اسی کتاب میں یہ سیدہ زینہؓ، رقیہؓ اور ام کلثومؓ کو پہلے خاندان کی اولاد قرار دیتا ہے ناطقہ سرگرمیاں ہے اسے کیا کہئے۔ اس کے بعد کسی گلِ دوپہر کو یہ انکشاف ہوا وہ برسے سے اس بات کا ہی منکر ہے کہ سیدہ طاہرہؓ کا کسی نے نکاح ہوا تھا وہ کہتا ہے کہ آپؐ کو نبی علیہ السلام کے نکاح میں آئی تھیں (گلے منسوب)

پیدائش اور اسلام | نبی علیہ السلام کی ولادت با سعادت سے پانچ سال بعد پیدا ہوئے
اس حساب سے نبی علیہ السلام کی ولادت کے وقت آپ کی عمر سال
بستی رسیدنا صدیق اکبر، ام المؤمنین سیدہ خدیجہ سیدنا علی اور سیدنا زید کے بعد سیدنا عثمان حضرت
ابوبکرؓ کی تبلیغ سے اسلام لائے گویا اسلام لانے والوں میں آپ کا پانچواں نمبر ہے بقول ابن
سعود مصنف طبقات حضرت عثمانؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ خود نبی علیہ السلام کی خدمت
میں حاضر ہو کر اسلام لائے۔

دشمنان اسلام کی طرف ایذا دی | جب آپ کے چچا حکم بن ابوعاص کو آپ کے
اسلام لانے کی خبر ہوئی تو اس نے مضبوط
رستی سے آپ کی مشکلیں باندھ دیں اور دھمکاتے ہوئے کہا کہ تو اپنے آباؤ اجداد کے مذہب سے
محرک ہو گیا ہے خدا کی قسم میں تجھے اس وقت تک نہ چھوڑوں گا جب تک تو اپنے آبائی دین
پر نہ آجائے حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں دین اسلام کو کبھی ترک نہ کروں گا۔ خواہ
یہ اذیتیں بہتے بہتے میری جان بھی کیوں نہ چلی جائے۔ اللہ سے استقامت!
کئی مرتبہ چھاپنے پھانی میں لپڑے کر اوندھے منہ دھت سے باندھ دیا اور نیچے سے
دھواں دیا۔ مگر آپ نے نہایت صبر و استقلال، جرأت و پامردی اور جو صدمہ مندی سے
یہ تکلیفیں برداشت کیں۔ اور مذہب اسلام پر ثابت قدم رہے۔

سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ سے نکاح | سیدہ رقیہؓ ناما لئی میں ابولہب کے بیٹے سے
منسوب ہو چکی تھیں ابولہب نے یہ نسبت شیخ
اور ہجرت حدیثہ

سیدہ رقیہؓ کا نکاح سیدنا عثمانؓ سے کر دیا چونکہ قریش کی اکثر اسائیاں دن بدن بھڑکی
جاری تھیں اس لئے نبی علیہ السلام کے حکم سے بارہ مرد اور چار عورتیں حبشہ کی طرف
ہجرت فرما گئے۔ سیدنا عثمانؓ نے بعد اپنی بیوی رقیہؓ اس پہلی ہجرت کے قافلہ کے امیر بنے
مگر چار سال کے بعد واپس آ گئے۔

غزوہ بدر کے وقت سیدہ رقیہؓ سخت بیمار تھیں اس لئے نبی علیہ السلام نے سیدنا عثمانؓ

کو اپنی سیاری بیٹی کی تیاریاں کرنے کے لئے گھر پر چھوڑ دیا تھا۔ فتح بدر کے بعد حبیبہ آنحضرت
علیہ السلام واپس تشریف لائے تو بعد از انقلا فرما چکی تھیں۔ نبی علیہ السلام
بدر کی غنیمت سے آپ کو پورا حصہ دیا اور انہیں اصحاب بدر میں شمار فرمایا۔

سیدہ ام کلثوم بنت رسول اللہ سے نکاح | سیدہ فاروق اعظمؓ کی بیٹی سیدہ
حفصہؓ بیوہ ہو چکی تھیں۔ آپ نے
اشارتاً سیدنا عثمانؓ سے ذکر کیا مگر آپ خاموش رہے۔ سیدنا فاروقؓ ان خطبہ نے نبی علیہ السلام
سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ حفصہؓ کو عثمانؓ سے بہتر شرمسگار اور عثمانؓ کو حفصہؓ سے
بہتر بیوی نہ لی۔ اس کے بعد سیدہ حفصہؓ نے نبی علیہ السلام نے خود نکاح فرمایا اور
سیدہ حفصہؓ کو اسم المؤمنینؓ کا شرف حاصل ہوا۔ اور سیدنا عثمانؓ کو بلا کر کہا کہ حضرت
جبرئیلؑ کھڑے ہیں اور اللہ کا پیغام لائے ہیں کہ میں اپنی بیٹی ام کلثومؓ کا تجھ سے نکاح کر دے
میں سیدہ ام کلثومؓ کی وفات پر نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے ہاں چالیس
اور چالیس دیگر سویشیاں بھی ہوئیں تو میں ان کے بعد رقیہؓ سے عثمانؓ کے نکاح میں دے دیتا۔

صلح حدیبیہ یا جنگ محلہ صفین کا پس منظر | اس عنوان کو پڑھ کر آپ کیا ارزا
کا ذکر، اس پر ہنس دیکھا
کہ صلح حدیبیہ کا محلہ صفین کے معرکوں سے کیا تعلق؟ یہی وہ بنیادی شکست
ہے آج تک کسی معرکہ یا مورخ نے چھوڑا کہ نہیں۔ البتہ کیوں ہوا؟ میری نظر میں
یہ بھی شجاعت کی رسیہ کاروں کی ایک کڑی ہے۔

سیدنا عثمانؓ سجدہ میں غزوہ احد میں شامل تھے۔ غزوات الرقاق اور غطفان
میں نبی علیہ السلام نے آپ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا سجدہ میں غزوہ بنو لعیض اور
سجدہ میں غزوہ خندق میں آپ شامل تھے ذی قعدہ سجدہ میں نبی علیہ السلام غزوہ کی
نیت سے غارم مکہ ہوئے۔ ذوالحلیفہ کے مقام پر پیغمبرؐ کا حوالہ ہاندا حتیٰ کہ مکہ خطبہ
۹ میل کے فاصلہ پر حدیبیہ کے مقام پر منزل اعلان فرمایا قریش مکہ کو جب آنحضرتؐ کی تشریف
کا علم ہوا تو ان کا کہنے کی زیارت سے مانع ہوئے۔

نبی علیہ السلام نے اپنے ہاں شاردن کو مشورہ کے لئے طلب فرمایا اور فیصلہ ہوا کہ قریش مکہ کے پاس ایک سفارت بھیجی جائے۔ آخر چودہ موصیاء پر کرام میں سے یہ سعادت نصرت سیدنا عثمانؓ کے حصے میں آئی اور آپ کو سفیر بنا کر بھیجا گیا۔ اب یہاں واقعات کے سیاق و سباق کو مد نظر رکھتے ہوئے اس انتخاب کی طرف دیکھئے کہ سیدنا عثمانؓ کا مقام کس قدر بلند تھا۔ موصیاء میں مختلف و بڑا امتیاز بیان کرتے ہوئے بڑی بڑی ذہنی درزشوں سے کام لیا ہے مگر حقیقت کی طرف کسی نے ایک اشارہ نہ کیا۔ اس مقام پر اللہ تعالیٰ بڑا مخلص و گوارا واقعات کی طرف متوجہ کرنا چاہتا تھا جو بعد میں پیش آنے والے تھے اور جن سے مقام عثمانؓ واضح ہونے والا تھا۔ یعنی سیدنا عثمانؓ ذوالنورینؓ کو صلہ صدیقہ سے ۲۸-۲۹ سال بعد گنبد نضرہ اور مسجد نبویؐ کے سایہ میں تلاوت قرآن مجید کے دوران شہید ہونا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کو یہ بات منظور تھی کہ خون عثمانؓ کا قصاص نہ لیا جائے اس لئے عثمانؓ کو کھجور یا کھجور سے بنی بات کو شہرت ملی کہ عثمانؓ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ اور اس خبر پر خون عثمانؓ کے قصاص کے لئے چودہ موصیاء بیٹے بیت لگتی اور ان کے لئے اپنی رضامندی کی سعادت کا ارشاد فرمایا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ کون نکلتے گا؟ فَاَتَمَّ يَكُنْتُ عَلَىٰ نَفْسِي۔ اس نکتہ کے نظر سے آپ آگے چل کر دیکھیں گے۔

ہجرت حبشہ کے بعد دوبارہ مدینہ النبی میں نبی علیہ السلام کی نیابت کے بعد آپ کا پیسرا اعزاز تھا۔ الغرض سیدنا عثمانؓ نے بیعت نبویہؐ کے لئے مگر آپ کے دوا میں آئے ہیں۔ دیر نہ گئی اور یہ افواہ بھی پھیل گئی کہ آپ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ بسکون نبی علیہ السلام ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے اور خون عثمانؓ برہمیت کی یہ باہم خون عثمانؓ کا قصاص ہیں گے جو بعد میں ہرگز شہید ہو جائیں گے خون عثمانؓ برہمیتنے والوں کی یہ بیعت ان کے لئے ایسی سعادتوں کا سرسبز باغ بن کر ظاہر ہوئی چنانچہ ارشاد ہوا "يَقْبُتُ اللَّهُ تَعَالَىٰ ان مَوْتَهُنَّ مِنْ دَمِي وَبُكَاءُ جِسْمِهِ دَرْدَنَ دَرْدَنَ تَحْتَهُ بَيْتٌ كَرِهَ رَبِّي" ان کے دلوں میں حرقہ اُٹھے اس لئے معلوم کر لیا اور ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی اور بیعت سی غنمیت جنہیں وہ حاصل کریں گے۔ اللہ غلبہ حکمت والا ہے۔ ترجمہ سورہ فتح ۲۲

اسے عثمانؓ تیری ذات والی صفات کے قربان! تیری وجہ سے ان چودہ موصیاء کے لکھنگاہ ہی کو اطمینان کی دولت نصیب نہیں ہوئی بلکہ قیامت تک تیری ذات تجھ سے محبت رکھنے والوں کے لئے موجب اطمینان رہے گی۔ ان چودہ موصیاء میں فتح و کامرانی کے نظارے نہیں دیکھے بلکہ تیرے نقش قدم پر چلنے والے قیامت تک یہ نظارے دیکھتے رہیں گے۔ ان چودہ موصیاء کو غنمیتوں سے نہیں گوارا کیا بلکہ جب تک یہ آسمان زمین قائم ہیں مسلمان تیری غنمیتوں کے گیت گاتے رہیں گے اور غنمیتوں سے نوازے جاتے رہیں گے اور پھر حبیب نبی علیہ السلام نے دیکھا کہ جس شخص کے لئے اتنی بڑی تفریح میں عقیدہ ہو رہی ہے تو اسے اس سعادت سے کیوں محرومی ہو۔ اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا یہ ہے عثمانؓ کا ہاتھ۔ تو کسی لمحہ یَا اللہ قُوتی آئیں بیہوش کی بشارت سے سب کو سرفراز و فاکر سعادت داہن سے مشرف فرمایا۔ بدر کے اجیدہ دوسرا موقع ہے کہ سیدنا عثمانؓ کی عدم موجودگی میں انہیں موجود اصحاب میں شہما ڈرایا گیا یہ ذوالنورینؓ کی ہی ایک شوق تھی۔

اب میں آپ کو صلہ صدیقہ کے معرکوں کے پس منظر کے قریب لایا جاؤں اور آپ اچھی طرح سمجھ چکے ہوں گے کہ خون عثمانؓ کے قصاص کے سلسلے میں جو معاہدہ کرامت بیعت رضوان کے وقوع پر ہو جو دہشتہ ان میں سے محل صدیقہ کے معرکوں کے وقت تک جس قدر زندہ تھے ان پر اس بیعت کی وجہ سے خون عثمانؓ کے معاملہ میں قصاص کا مطالبہ ایک فرض عظیم تھا۔ ان کو کون کو بیعت رضوان کا منظر یاد تھا اسی بیعت رضوان سے عہدہ برکھونے کے لئے ان کی تلاویں خون عثمانؓ کے قصاص کے لئے ایسی بنیام ہوئیں کہ جب تک ان سے جو کچھ ہوا انہوں نے کیا۔ خون عثمانؓ علم الہی میں کوئی معمولی اہمیت نہ رکھتا تھا۔ کاسی ہزار بلکہ ایک لاکھ سرگروہوں سے آگے ہونے کے باوجود اس وقت تک دنیا میں اس قائم ہو سکا جب تک سیدنا امیر معاویہؓ نے قاتلین عثمانؓ کا ایک ایک فرد و موثرہ کر واصل بھیجنا نہ کیا۔ اگر بیعت رضوان میں شامل اصحاب محل صدیقہ کے معرکوں میں شامل ہو کر ایسا بیعت کا ذریعہ ادا نہ کرتے تو کون نکلتے گا؟ فَاَتَمَّ يَكُنْتُ عَلَىٰ نَفْسِي کی وجہ سے توحید علانیہ میں وہ صرف جرم ہی نہ تھے بلکہ بقول ابن عباس ان پر چتروں کی بارش برساتی جاتی۔

سیدنا ذوالنورین کی فتنہ پر اجماع اُمت

۲۶ ذی الحج ۳۸ھ خلیفہ دوم سیدنا فاروق اعظم مشہور عجمی گورنر ہزاران کی سازش سے ہونظر اسلامان ہوکر مدینہ میں قیام پذیر ہوا ابوہریرہؓ جو عجمی کے ہاتھوں عین ماز میں بے وقت زنجی ہوکر عجم کو واصل ہوتے ہوئے۔

سیدنا فاروق اعظمؓ نے اپنی شہادت سے پہلے خلیفہ کے انتخاب کے لئے ایک چھوڑ گئی کونسل مقرر کر دی تھی جس کے ممبر یہ تھے۔

سیدنا عثمانؓ، سیدنا علیؓ، سیدنا طلحہؓ، سیدنا زبیرؓ، سیدنا سعد بن وقاصؓ اور سیدنا عبدالرحمنؓ بن عوف۔ سیدنا عثمانؓ کے انتخاب کے تفصیلی حالات کی یہاں ضرورت نہیں صرف اس قدر یاد دینا کافی ہے کہ مختلف تفصیل سے آپ خلیفہ منتخب ہوئے۔

۱۔ آج ان مہرجوں کی عقلوں پر ماتم کر کے کوئلہ جاتا ہے جو تاریخ کی اُمہات الکتب سے قطع نظر کرتے ہوئے فرد کے متعلق یہ نگہ نہ فرمیں۔ اپنے مؤلفانہ دانش سے گویا سیکڑش ہو جاتے ہیں کہ فرد نے سیدنا فاروق اعظمؓ کی خدمت میں عرض کی کہ میرا ایک گھبر سے زیادہ اُجرت لیتا ہے آپ نے اس کے بیٹے کے متعلق پوچھا تو اس نے بخاری اور لغاشی وغیرہ بتایا آپ نے ہر سکر فرمایا کہ جو بیٹے تم نے بیان کیے ہیں ان کے مقابلہ میں جو میرے تم نے بیان کیے وہ زیادہ نہیں اس کے بعد آپ نے فرمایا ایک چکی مجھے بھی بنا دو تو اس نے کہا کہ کو اس چکی میں بنا کر دوں گا جو میری دنیا تک باگدار رہے گی آپ نے اس کی یہ بات سکر فرمایا کہ اس نے مجھے قتل کی چکی دی ہے صرف اتنی سی بات کہ آپ نے اسے فرمایا کہ تیرے بیٹے کے مقابلہ میں یہ اُجرت جو تو نے بیان کی ہے زیادہ نہیں اور اس نے اتنی بات پر آپ کو قتل کی دھمکی دی۔ تو اگر حقیقتی سی بات تھی اصل بات تو وہ تھی جس کا میں نے عرض ٹوٹا میں سرسری سا اشارہ کیا ہے اور اپنی دیگر تالیفات کے علاوہ اس موضوع پر صحیفۃ الہدیت کراچی کے شمارہ یکم رمضان ۱۳۸۷ھ میں ایک مضمون لکھ چکا ہوں۔

ان عقل کے اندھوں کے لئے جو انبیاء کی آنکھوں سے کھینچنے کے عاری ہو چکے ہیں اور انہی کی کسی کچھ بھولتے اپنے دین کا حلیہ بگاڑنے میں دن رات مصروف رہتے ہیں یہاں پھر وضاحت ضروری سمجھتا ہوں (باقی اگلے صفحہ پر)

خلیفہ منتخب ہونے کے بعد یکم محرم ۳۸ھ کو بعد نماز ظہر آپ نے سیدنا عثمانؓ کا پہلا خطبہ پہلا خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس وقت آپ غمگین دکھائی دے رہے تھے مگر یہ کھڑے ہوکر پہلے اللہ تعالیٰ کی ثناء کی پھر رسول اللہؐ پر درود بھیجا اس کے بعد حاضرین کو خطاب کر کے فرمایا۔

”لوگو تم ایک نیا ہو جانے والے گھر دنیا میں رہتے ہو عمار کا تصور احسنہ باقی رہ گیا ہے موت کے آنے سے پہلے جس حد تک دنیا کی کر سکتے ہو کرو۔ زندگی کا کوئی مختصر نہیں۔ تم زندگی کی منزلوں میں سے اس مقام تک پہنچ چکے ہو کہ معلوم نہیں صبح ملک عدم کو پہنچ جاؤ یا شام کو۔ جو راز کو کہ یہ دنیا ساز و سازان سے بلیغ شدہ ہے لہذا اس دنیا کے فریب میں نہ آنا۔ خدا تعالیٰ لوگوں کی کوتاہیوں کو نظر انداز کرتا رہتا ہے۔ اس کے حکم کی وجہ سے دھوکے میں مبتلا نہ ہو جانا۔ جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں

(حاشیہ تم کہ آگے) فرد نہادانہ کے مکر میں گرفتار ہو کر نہایت ہنجا ہر زمان پہلے ہی مدینہ میں موجود تھا اور اس کی سابقہ حیثیت کو نظر فرماتے ہوئے سیدنا فاروق اعظمؓ نے اسے کافی سہولتیں دے رکھی تھیں وہ مدینہ میں بیٹھا ہوا ہوں جو ان کی ان توجہات کی جریں نتایج قراب کا کارہ جاتا اس کے دل میں جوئی سلطنت کے سقوط کا بڑا بُرا بُرا تھا۔ نہادانہ کے مکر سے جوئی غلاموں کے پیچھے پراساس نے اسے اسے رابطہ قائم کر کے ایک روز زمین قریبی سازش کی بنیاد رکھی اور اپنی حاضر و غایہ کو روکنے کا راستہ چھلے عباسی بن غلاموں کو بھی جو یہ مکرکے غیور کے مکر میں گرفتار ہو کر آئے تھے۔ مکر ملائے کو کشوں میں منہمک رہنے کے یہ واقعات تمام تاریخوں کی کتابوں میں موجود ہیں کہ ایک روز ہزاران، فرد اور جفینہ یونان لیا سیدنا علیؓ کا غلام (عباسی) ایک مقام پر کھڑے کھڑے کھڑے ہو کر رہے تھے۔ اچانک ہاٹا سیدنا عبدالرحمنؓ بن سیدنا ابوبکرؓ کا گذر ہوا انہیں دیکھ کر تنہا تنہا کھینچ گئے کہ فرد کی انہی کے ایک خیر زمین پر گر پڑا جو سیدنا عبدالرحمنؓ نے خود اٹھا کر اسے دے دیا اس سے تیسرے روز بعد اسی خیر سے فرشتے سیدنا عمر فاروق اعظمؓ پر عین ہی حالت نماز حلا کر کے انہیں شدید زخمی کر دیا اور امداد تیرہ صحابیوں کو شہید کر کے خود کشی کر گیا۔ جو خیر کھا گیا کہ سیدنا عبدالرحمنؓ نے بچان لیا حضرت عبداللہؓ بن عمر حقیقت حال سے واقف ہو کر صبر نہ کر سکے۔ شیش کعب ہر زمان کے ہاں پہنچے اور اسے قتل کر دیا جفینہ بھاگ گیا (باقی اگلے صفحہ پر)

فتوحات

۲۵-۲۳ میں سکندریہ کی بنیاد فردی اور درویشوں کو مار بھگا یا کر مینا فتح ہوا۔ ۲۴ء طرابلس، بیطوس، الحیر اور ادرکیش فتح کئے۔ بیت المقد کو دست دی ۲۵ء قبرص کا جزیرہ اور سپین کا کچھ حصہ پرتگیزیوں نے ۱۸۲۸ء میں فارس کا کچھ حصہ اور پاکستان ۲۶ء مسجد نبوی کو دست دی۔

۲۷ء نیشاپور، سرخس، کمان اور سجستان فتح کئے۔ یزدگرد اسی سال قتل ہوا۔ اسی یزدگرد کے گھر شہر باؤنا میں بیٹی پیدا کر کے فاروق اعظم کے زمانہ میں مدینہ پہنچی کریدنا حسین کی زوجیت میں دینے کی فرم تھی داستان آج زبان زد خاص و عوام ہے۔

۲۸ء طبرستان، چینی اور روسی ترکمان کے شہروں کے علاوہ طالقان، فاریاب جو زجان، طغرستان بلخ اور بخارا فتح ہوئے۔

(حاشیہ گذشتہ صفحہ) دوسرا شکاراد بھران لوگوں نے ہی سیدنا عثمانی کے فرقہ اور پر خلافت کا تاج رکھا اور انہیں محل و مقین کے معرکوں میں گھسیٹے۔ پھر آخراں میں سے ایک نے آپ کو بھی شہید کر دیا اور ان لوگوں نے ہی سیدنا حسن کو نذر اللہ بنیوں کے لفظوں سے غافل کیا اور آخر سیدنا حسین کو کو ذرا بلکہ شہید کر کے تو بنیں بن گئے اور آج تک پلٹے پھرتے رہے ہیں۔

۱۔ تمام مورخ اس بات متفق ہیں کہ جب محرم ۱۲ء میں قادیسیہ کے معرکہ ہوا تو یزدگرد کی عمر ۱۱ سال تھی ۲۳ء میں فاروق اعظم کی شہادت کے وقت یزدگرد ۲۵ سال کا تھا جب لولائے معرکہ میں جو ۱۶ء ہجری میں اور گیا اس وقت یزدگرد کی عمر ۱۸ سال تھی اسی معرکہ میں ایران کے لوگوں کو غلام بنکر دینا لایا گیا۔ لگویا ۱۸ سال کے بونے کے گھر شہر باؤنا میں اور جو ان لڑکی کو جو جیتی ۱۶ء ہجری میں ہی سیدنا حسین کی عمر ۸-۹ سال کے درمیان تھی کسی عجیب تجویز خواص نے یہ بیسروہ داستان تراش دیا ہے اسے یہ جہاں بھی لکھا کہ ۸-۹ سالہ لڑکی کے لڑکے فراتی لگنگو وضع کر رہے ہیں۔ یہ حدیث نبوی سے بڑی عزت رسول کے صلوات ۱۲۰۰ شہر باؤنا کے متعلق تصدیق بحث کی ہے البتہ یہ وہاں سیدنا حسین کے سن پیدائش کے متعلق عجیب و غریب ہے آپ کی پیدائش ۹ ہجری میں فتح مکہ کے بعد ہوئی اس لیے سے عزت رسول مثلاً ۱۵ ہجری تاریخ پیدائش تک کوئی ہے حضرت حسین کے سن پیدائش کی تحقیق کے لئے میری تالیف "حسن بن علی" دیکھیے۔

فتنہ کی ابتداء

سیدنا عثمان کی خلافت کے ابتدائی پچیس سال حضرت عثمان کی خلافت کے زمانہ سے بھی زیادہ بڑا گمراہی تھے مگر بعد کے زمانہ میں ان بد باطن تخریبی عناصر نے جو بے لکڑی شرع کیں اور آج تک جن بے سرو پا روایات سے تاریخ کے صفحات سیاہ کئے جا رہے ہیں اس سے بڑھ کر تاریخی بددیانتی کی مثال ملنا محال ہے اسی پر مبنی تحریفی تحریک کے داعیوں نے مختلف مقامات پر کہیں یہ کہنا شروع کر دیا کہ حضرت عثمان نے بعض بدعات کو رواج دے رہے ہیں بعض مقامات پر اس قسم کی افواہوں سے عوام کو گمراہ کرنا شروع کیا گیا کہ آپ اپنے رشتہ داروں کو عوام پر ترجیح دے رہے ہیں آہستہ آہستہ ان افواہوں نے زور پکڑنا شروع کر دیا حالانکہ یہ سب محض کذب و افتراء اور آپ کی ذات پر سراسر بہتان تھا۔ زیدنا کر عقیدت میں یہ روایت بیان کی جا چکی ہے کہ نبی علیہ السلام نے جیش عسرت کے موقع پر فرمایا تھا کہ آج کے لید عثمان کو اس کا کوئی فعل نقصان نہیں پہنچائے گا۔ آج اگر عین کوطن طبع اس کا یہ مطلب اخذ کریں خدا نخواستہ اگر عثمان کہیں اسلام سے بھی گریختہ ہو جائیں تو ان کا ارتداد سب ان کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ بلکہ اس کا اصل مغز یہ ہے کہ عثمان کی فطرت میں نیکیاں اور پاکیزگیاں اس طرح جاری و ساری ہو چکی ہیں کہ آپ اس بات کا امکان ہی نہیں کر ان سے کسی برائی کا صدور ہو سکے چنانچہ اس زمانہ کے ایک بڑی شاعر کے ایک طویل قصیدہ سے چند اشعار راقین کی نظر ہیں۔

لاتاً کلا ابد اجد اجد انکم سرراً
انے اسقوا عثمان کے زمانہ میں لوگوں کا مال گرنے کا۔ اچھے مالداروں کے مطابق حضرت عثمان کی حکومت میں اصل الاعادة فتح ملک ابن عثمان

عثمان ابن عفان الذی جریتم
قتل النصوص بحکمہ المرقبان
ابن عفان وہ ہے جس کا قہر تم کر کے ہو وہ یزیدوں کو قرآن کے حکم کے مطابق قتل کرتا ہے۔

ما زال لعل یا اکتساب مہمیشا
فی کل عنق منسہم و دہان
ہمیشہ سے قرآن کے حکم کی مخالفت کر رہا ہے اور لوگوں کے اعضا و اجزاء پر اس کے احکام جاری کر رہا ہے

عرب یہود بنی علیہ السلام حبیب مدینہ میں تشریف فرما ہوئے تو اس وقت مدینہ میں یہود کے تین قبیلے آباد تھے۔ بنو نضیر بنو قریظہ بنو قریظہ یہ لوگ مختلف موافقہ پر اسلام و دشمن سرگرمیوں کی وجہ سے مدینہ سے نکال دیئے گئے۔ حالانکہ بنی علیہ السلام ان سے ایک عہد نامہ لکھوا چکے تھے کہ ہم اچھے بھائیوں کی طرح ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے۔ غزوہ بدر کے موقع پر بنو قریظہ سے چند افراد نے ایک مسلمان عورت پر دست دراز کی حبیب ان سے پوچھا کیا تو تمام قبیلہ آمادہ فساد ہو گیا۔ لہذا تمام قبیلہ کو مدینہ سے نکال دیا گیا۔

مسلمہ جو میں بنی علیہ السلام ایک دیوار کے نیچے تشریف فرما تھے کہ بنو نضیر کے چند بد معاشرے نے اسے سرداروں کے ایما و ہدایت پر ستم کر کے آپ کو خاک بدہیم ہلاک کرنے کی سازش کی مگر آپ کو معلوم ہو گیا انہیں مدینہ سے نکال دیا گیا غزوہ احزاب کے موقع پر بنو قریظہ اور بنو نضیر نے قریش کے بھروسے پر مدینہ کی طرف رخ کر دیا۔ مدینہ میں موجود تھے۔ وعدہ خلافت کے عین محاصرہ کے ایام میں حملہ آوروں سے بھرپور تعاون کیا۔ اس طرح میں اس قبیلہ کے تمام مرد قتل کر دیئے گئے مشہور یہودی رئیس کعب بن اشرف کو چند مجاہد پہلے ہی قتل کر چکے تھے۔

مجوس و یہود کا گٹھ جوڑ مجوس یہود کے روابط کی طرف کعب بن الاحباب کے واقعہ میں پہلے ہی نشاندہی کی جا چکی ہے۔ جہنہ عیسائی کا فاروق اعظم کی شہادت کی سازش میں شریک ہونا بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہودیت، مجوسیت اور عیسائیت کے پیرو ایک پلیٹ فام پر جمع ہو چکے تھے ہرمزان کے قتل کے بعد ان میں کوئی مرکزی شخصیت نہ رہی۔

ان تخریبی عناصر کا کوئی لگانے کے لئے ہمارے پاس اس زمانے کے واقعاتی تسلسل کے طور پر کوئی واضح ثبوت موجود نہیں مگر تاریخ و روایات میں کبھی واقعات کو جمع کر کے دیکھیں تو ایک منظم سازش کا بیہوشی آمیز بھر کھانے آ جاتا ہے اور میں ان سطور کے ذریعہ آپ کو اسی مقام کی طرف سے جانا چاہتا ہوں جو آج تک تاریخی پردوں میں گھومنا

اس دور کی سیاسی تاریخ کی دلیل سے صبح و سلاطین کے لئے مختلف اور متضاد روایات کے پس منظر سے حقائق کو چھانٹ کر پیش کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر مجوس و یہود کے تباہ کردہ ہونے کی روشنی میں بڑے بڑے جناد درحقیقہ کے مورخ بھٹک کر رہ گئے اور اپنی کم علمی، کم عقلی اور عدم بصیرت کو مشاجرت صحابہ کے ذیل میں کھینچ کر اصل حقائق کا کھوج لگانے سے ہی دست بردار ہو گئے انہیں صرف یہی پہلو سمجھائی دیا کہ بنی علیہ السلام جس جماعت کو چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہوئے تھے سب کے سب ایسے اعلیٰ درجہ کے بلند کردار لوگ تھے کہ ان کی نظیر دنیا کی کسی قوم میں نہیں ملتی انہوں نے نبی کی خطا نکال لی تھی میں بڑے بڑے تقویٰ اور دیانت کو با تھ سے نہ جانے دیا۔

مگر اس بات کو یہ مورخ قطعاً بھول گئے کہ مدینہ میں صرف صحابہ کرام ہی نہ تھے کہ ہم مشاجرت صحابہ سے دامن بچاتے۔ بچاتے ان منافقین کی کاروائیوں کو بھی نظر انداز کریں۔ جو عبداللہ بن سبا کی روحانی ذریت کی صورت میں پیدا ہوئے تھے جارح تھے۔ یہ ان نو مسلم مجوسیوں اور مجوسی غلاموں کو نظر انداز کر دیں جن کی ایک کثیر تعداد مدینہ میں موجود تھی اور ان نو مسلم عیسائیوں یا عیسائی غلاموں اور نو مسلم یہودیوں کو بھی پیش نظر نہ رکھیں جو ایک کثیر تعداد میں مدینہ بلکہ تمام عالم اسلام میں موجود تھے آپ نے گذشتہ سطور میں دیکھ لیا ہے کہ سیدنا فاروق اعظم کے خلاف جو تحریک پروان چڑھ رہی تھی اس سے اکثر صحابہ واقف تھے۔ اور انہوں نے اکثر اشاروں اور کلمات میں آپ کو آگاہ بھی کر دیا تھا۔ مگر وہ کیا اسباب تھے جن کی وجہ سے سیدنا فاروق اعظم کو کھل کر واضح طور پر کسی نے آگاہ نہیں کیا۔ یہ امر یقیناً اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس سازش کے پیچھے کوئی اہم طاقت کا فرما تھی جس سے دور کردہ لوگ اصل حالات سامنے نہ لا سکتے تھے۔ اور آج تک سازش کے وہ پوشیدہ اسباب نہ شہود پر نہ لائے جا سکے۔

یہ کتنا افسوسناک المیہ ہے کہ سیدنا فاروق اعظم نے **انتہائی افسوسناک اسباب** کو شہید کیا جاتا ہے پھر وہی گمراہہ۔ بنو عثمان کو شہید کرنا ہے اور بعد میں۔ یہنا علی کو گھیر کر خلافت کا بار اٹھانے سے بچو کر رہے اور

آگے ٹھہرنے سے پہلے اسی مقام پر اس کی مذہبی حالت اور اس کے عقائد و نظریات کا بیان ضروری معلوم ہوتا ہے۔ سیدنا علیؑ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ آپ کو اس کے متعلق معلوم ہوا تو بکواسمیں آیا۔ اور اس کے متعلق دستور یا لایں بیان ہو چکے ہیں ان کے متعلق دریافت کیا تو اس نے کہا یا آپ واقعی جو دین حق ہیں۔ پس سیدنا علیؑ نے کہا افسوس تیری ماں تیرے ماتم میں روئے شیطان تجھ سے تھک کر رہا ہے۔ اس عقیدے سے باز آ جا اور تو یہ کر مگر اس نے انکار کر دیا۔ تو آپ نے اُسے قید کر دیا۔ تین روز متواتر اُسے توبہ کی ہدایت کی جب وہ اپنے عقائد سے باز نہ آیا تو اُسے آگ میں جلا دیا۔ و کتاب آل ابی طالب طبعہ علیہ السلام (صفحہ ۱۲)

تھوڑے نفی تفر کے ساتھ یہی واقعہ علی حسین زوجی پوری نے لکھا ہے عبداللہ بن سنانے

رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۱۱ ابان بن عثمان کہتے ہیں میں نے سنا ابو عبد اللہ جعفر صادق سے قرأت میں اللہ کی لغت ہو اور سب پر اکتانے اور المؤمنین علی علیہ السلام کہہ رہا ہوئے کا دعویٰ کیا۔ اللہ کی قسم امیر المؤمنین قوام اللہ کے زمانہ وار بندہ تھے مگر آج تم لوگ انہیں مشکل بنا کر ارشاد امام کے منکر ہیں۔ پورے پورے لوگوں، اس شخص کے لئے بدلت گئی ہے ہم بھڑت باندا اور ایک روایت میں ہے کہ ہم ائمہ اربعین ایسے کتاب محفوظ ہیں نہ کہتے جو ہمارے مذہب میں لکھا نہ تھا بلکہ اور ہم براہ راست لکھے ہماری سچی باتوں کو بھی لوگوں کے مان ساقط الاعتبار بنا دیتا ہے علامہ کشی فرماتے ہیں ابی علیؑ ایک جماعت نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن سبا یہودی تھا اسلام لاکر حضرت علیؑ سے محبت کرنے لگا وہ اپنے زمانہ یہودیت میں بھی حضرت یوشع بن نون کے بیکار میں دھبی ہو گئی ہوئے کا علیؑ کی وجہ سے عقیدہ رکھتا تھا۔ اس نے اسلام لاکر رسول اللہؐ کی ذات کے بعد حضرت علیؑ کے دھبی ہونے کا ایسا ہی عقیدہ بیان کیا یہ وہ پہلا شخص ہے جس نے امامت علیؑ کے فرض ہونے کا قول شروع کیا اور آپ کے بزرگمذہب دشمنوں سے برائت کی اور مخالفین (صحابہ کرامؓ) کی تہک کر کے انہیں کافر کہا (رجال کشی ص ۱۸)

عبداللہ بن سبا کے لئے الاخبار انوار الطریقی ابن اثیر، ابن خلدون، ابن کثیر دیکھیے۔

مستشرقین میں سے رائے مارٹ کا عبرت نامہ اندلس دیکھیے۔ نیز دیکھیے شہرہ الامام قاضی کی

تالیف تنقیح المقال جلد ۲ ص ۱۸۳

جہاں شیعہ کی طرف رجوع کر کے امیر المؤمنینؑ کے متعلق انہیں الوہیت کا سبق دیا۔ اور آپ نے مع اس کے متبعین، اُسے آگ میں جلا دیا (دسان الصافیہ فی شرح الراجعین ص ۱۸۵ معنی یہ ہدایتی) اقول لہذا۔ جہاں تک عبداللہ بن سبا کے ارتداد اور کفریات کا تعلق ہے وہ تو صحیح ہے مگر سیدنا علیؑ کا اُسے آگ میں جلا دینا محض ایجاد دہیدہ ہے۔ تاریخ کی اُمہات الکتاب اس سے غرضتین ہیں اور عیسائینا علیؑ کی ذات پر یہ بہت بڑا بہتان ہے کہ آپ نے اُسے زندہ آگ میں جلا دیا۔ حالانکہ شریعت میں جو بات قطعاً حرام ہے اُسے سیدنا علیؑ کی ذات کی طرف منسوب کرنا ایک بہت بڑا بہتان ہے۔ بعض تاریحوں میں یہ بھی قوم ہے کہ اُسے جلا وطن کر دیا گیا تھا۔ مگر گیارہ جلا وطن کیا۔ اس کا انجام کیا ہوا۔ اس کا جواب ان لوگوں کے پاس سمجھ نہیں۔

اصل واقعات یہ ہیں کہ سیدنا عثمانؓ کی شہادت کے بعد بھی عبداللہ بن سبا سرگرم تحریہ رہا۔ اور سیدنا علیؑ کی شہادت تک ان کے لشکر میں رہا جبکہ جمل سے پہلے سیدنا علیؑ اور صدیق کائناتؑ کے درمیان صلح کے مدارج تقریباً تھپاٹے ہو چکے تھے۔ ابن سبا اور اس کے متبعین کو اس صلح میں اپنی موت نظر آتی تھی اُس نے مصد اپنے متبعین کے اچانک صدیق کائناتؑ کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ صدیق کائناتؑ کے لشکر نے سمجھا علیؑ نے وعدہ خلافی کر کے ہمارے لشکر پر حملہ کر دیا ہے انہوں نے اس غلط فہمی میں سیدنا علیؑ کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ سیدنا علیؑ اور ان کے لشکر نے سمجھا کہ صدیق کائناتؑ کے لشکر نے وعدہ خلافی کی ہے پس لڑائی شروع ہو گئی۔ جنگ صدیق کے موقع پر بھی جب سیدنا علیؑ نے سیدنا معاویہؓ کی بیکار پر لڑائی شروع دینے کا حکم دیا تو مالک بن اشتر نے آپ کے حکم کی کوئی پرواہ نہ کی۔ مالک بن اشتر ابن سبا کا خاص مشیر تھا۔ سیدنا علیؑ اس تحریہ کر دے کہ ادا دشمنوں سے خوب واقف تھے۔ ایک بار آپ نے اپنے لشکر کو سکم دیا کہ تم میرے جو قابیلین عثمانؓ میں سے لشکر سے الگ ہو جائیں تو میں ہزار آدمیوں کے ہاتھ بلند کر دیتے کہ سب عثمانؓ کے قاتل ہیں گویا سیدنا علیؑ کے لشکر میں ابی سبا عبداللہ بن سبا تھے۔

اور آواز واقعہ حکیم کے بعد یہی سبائی خوش بیان علی کے نام سے مشہور ہو چکے تھے ان میں سے کچھ آپ کے ایک جو سر - خوارج کے نام سے موسوم ہوئے اور وہ آفتاب - رشدر بہایت وہ منبع جو دو کرم وہ معدن فیوض و برکات انہیں لوگوں میں سے ایک کے ہاتھوں حاصل بحق ہوا (جلد العیون ۲۷۵ و غیرہ)

عبداللہ بن سبا اپنے کام کی ابتدا کرتا ہے | جس وقت ابن سبا نے اپنے کام کی ابتدا کی اس وقت مدنیہ النبی کے علاوہ چار اور مرکزی مقام تھے کوثر جہاں کا گورنر ولید بن عقبہ تھا۔ کوثر سے شرق کی طرف کے تمام ذیلی سو بجات اس کے ماتحت تھے۔ لہٰذا جہاں کا گورنر عبداللہ بن عامر تھا۔ دمشق میں امیر معاویہ کی گورنری تھی۔ مدینہ میں عبداللہ بن سہل گورنر تھے۔

ابن سبا نے اپنے کام کی ابتدا بصرہ سے کی۔ وہ بصرہ پہنچ کر کچھ بن جہل نامی ایک نظریہ ڈاکو کے ہاں قیام پزیر اس کی مدد سے ایک مجلس بنائی اور غلط دہشت کے پردے میں تحریک کا سلسلہ شروع کیا۔ عرب عبداللہ بن عامر کو اس کی سرگزشت کا منہ پڑا اور انہوں نے بلا کر دریافت کیا ماہن سبا نے جواب دیا کہ تو مسلم ہوں اور آپ کے ذہن سایہ رہنا چاہتا ہوں۔ مگر بن عامر کو اس کے اشاروں کی باتوں کے پس منظر کا علم ہو چکا تھا۔ اس لئے اُسے بصرہ سے نکال دیا۔ مگر بصرہ میں وہ اپنے ہم خیال لوگوں کی ابھی خاصی تعداد بھیچھوڑ گیا تھا۔ کاشا کہ بن عامر اُسے مصلحانہ کرنے کی بجائے قید کر دیتے یا قتل کر دیتے۔ بصرہ سے نکل کر کوثر پہنچا۔ وہاں بھی اُس نے ایسی ہی کاروائیاں شروع کیں وہاں سے ولید نے نکال دیا۔ مگر کوثر سے نکلنے سے پہلے اُس نے لوگوں سے رابطہ قائم کر کے انہیں اپنے دھند پر لگا دیا تھا جنہوں نے علی بن ابیہیمان کے گمراہی کا قائل تھا اور اُسے قتل کر دیا تھا۔ اور ولید نے ان سب کو قتل کر دیا تھا۔ ان مقتولوں کے دربار سے سب ابن سبا کی پابندی میں شامل ہو گئے۔

کوثر سے نکلنے کے بعد بصرہ میں پہنچا مگر شام میں امیر معاویہ کی سیاست پر بڑی مبالغہ و لاف نہی وہاں اُسے کوئی حوالہ نہ ملا البتہ بڑا ابوذر غفاری کے دلیں

چند شکوک پیدا کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ابوذر غفاری کے بعد حضرت ابوذر کے پاس پہنچا اور ہی بات دہرائی کہ حضرت ابوذر غفاری کے سامنے بیان کی تھی کہ تم مال اللہ کا ہے۔ بات دل کو لگنے والی تھی اور تھی بھی صحیح مگر وہ اس بات سے پر کام لینا چاہتا تھا کہ امیر معاویہ نے بیت المال میں مال جمع کر رکھا ہے اور اس کا شرعی طور پر کوئی حوالہ نہیں حضرت ابوذرؓ حضرت ابوذر غفاریؓ کی طرح سادہ لوح نہیں تھے بلکہ نہایت جرس ذہن کے مالک تھے انہوں نے سنتے ہی پوچھا اور کہا تو کون ہے جو ایسی فتنہ انگیز باتیں کرتا ہے۔ خدا کی قسم تو یہودی ہے وہاں سے بھاگ نکلا مگر حضرت عبادہ بن صامت پر دس کر کے امیر معاویہ کے پاس لے گئے اور کہا اسی شخص نے حضرت ابوذرؓ کو آپ سے اُلجھایا ہے امیر معاویہ سے ساری زندگی میں اگر کوئی غلطی سرزد ہوئی تو صرف یہی کہ آپ نے اُسے دمشق سے نکل جانے کا حکم دیا اگر آپ اُسے گرفتار کر لیتے یا قتل کر دیتے تو اس فتنہ کا خاتمہ ہو جاتا۔ دمشق سے نکل کر وہ سیدھا مصر پہنچا مگر کوثر بصرہ میں اپنے ہم خیال لوگوں کی ابھی خاصی تعداد بچوڑ گیا۔ اور دمشق میں بھی اس کی باتوں پر لوگوں نے چہ میگوئیاں شروع کر دیں۔

مصر میں اسے یہ ہولناکی ماحصل ہو گئی کہ مصر مدینہ سے بہت دور تھا۔ یہاں صحابہ کرام کی تعداد بہت کم تھی یہاں پہنچ کر اُس نے کوثر اور بصرہ میں اپنے حواریوں سے خط و کتابت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اس کی پابندی میں محسوس اور پردے کے علاوہ تمام سزایافتہ قسم کے لوگ یا ان کے رشتہ دار شامل ہونے شروع ہو گئے۔ کوثر کوثر ولید کوثر کوثر کے رشتہ داروں نے تبدیل کر دیا تھا۔ اب سعد بن العاص کوثر کے گورنر تھے بصرہ میں ابن سبا کا اکیٹ جہاں ابن مسور کا میں مصر نہ رہا۔ مصر میں اُس نے اپنے فتنہ کو سیت سے بہت کر رہی تھی اسکی رسی اور رجعت کے عقیدے کے پرچار سے ابتدا کی۔

ان الذی فرغ عینک علیہ القتل والاراکانی معادجہ فتح مکہ کو متنبہ

پیشگوئی تھی رجعت کے جنوں میں بیان کرتے کہ وہ بڑے درمندانہ لہجہ میں کہتا کہ ہر نبی کا وہی ہوتا ہے رسول کی راہ کے وہی علیؓ میں چونکہ نبی اکرمؐ خاتم الانبیاءؐ ہیں۔

اس لئے علی قائم الدین بادشاہ ہیں۔

ابن سبا کو مصر میں دیکھا کہ وہ مل گئے محمد بن ابو بکر بن سیدنا علی کا ریب تھا اس کی عمر تین سال کے قریب تھی سیدنا علی نے اس کی ماں سے نکاح کیا تھا۔ اس کا تمام تربیت سیدنا علی نے کی تھی۔

محمد بن حنفیہ، حبشہ کا ایک بڑا بڑا شخص تھا جس نے عرفات کے میدان میں سیدنا فاروق اعظم کو کہا: خفا کر آپ اسی ماہ میں شہید ہو جائیں گے یہ امور نہایت غور طلب ہیں اور اس بات پر حلاوت کرتے ہیں کہ اس سازش کا سلسلہ کہاں تک جا پہنچتا ہے۔

دینی فتنہ کے ساتھ ساتھ ابن سبا نے مختلف شہروں میں بھیجے ہوئے اپنے اکیڈمیوں کو ہدایت بھیجیں کہ اپنے اپنے مقامات پر سیدنا عثمان کے عاملین کی برائیاں بیان کرنا شروع کر دیں۔ سمجھا رہے تھے کہ یہ سب فتنہ ہے اور اپنے مشاہدہ کی بنا پر ان شکایات کو جھوٹ اور افترا سمجھتے تھے۔ مگر سبائیوں کا پروپیگنڈہ عوام کے ذہنوں میں اثر انداز ہوتا رہا تھا۔ اب اس کی پارتی کے لوگوں نے اس کی ہدایت کے مطابق مختلف پروپیگنڈہ کو ایک نئی شکل دی۔ یعنی بصرہ کے سبائیوں نے اور مصر میں کی طرف اس قسم کے خطوط بکھوانے شروع کیے کہ بصرہ کے عوام پر میرے بڑے بڑے مظالم ہو رہے ہیں کو فتنہ کی سبب نے سردار بصرہ کے لوگوں کو کھٹا کھٹا شروع کیا اور مصر کے سبائیوں نے بصرہ اور کوثر کے لوگوں کو ایسی اطلاعات بہم پہنچانی شروع کیں۔ اس سبائی فتنہ نے ملک میں ایک عام شورش کی کیفیت پیدا کر دی۔ بہر شخص اپنے مقام پر بے اطمینانی کی کسی کیفیت، تحسوس کرنے لگا۔

سیدنا عثمانؓ وہ التورین دریا حال کیلئے اقدام کرتے ہیں | حبشہ شورشیں حد سے

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ابن سبا نے ہزاروں صحابہ کرام میں سے صرف سیدنا علیؓ کی کاپی تحریر کیلئے سرگرمیوں کیلئے ڈسائن کے طور پر استعمال کرنے کے لئے کیوں اختیار کیا کہ ان کا رجحان، حلم، علم، سخاوت، و شجاعت جو دیکھا کی صفات میں بعض صحابہ سیدنا علیؓ سے بھی بلند مقام رکھتے تھے۔

برہمنے لگے تو سیدنا عثمانؓ نے صحابہ کرام کو مشورہ کے لئے طلب فرمایا فیصلہ ہو کر مختلف شہروں میں چند چیدہ اصحاب کو دریافت حال کے لئے بھیجا جانے چنانچہ اساتذہ میں زید کو بصرہ، محمد بن مسلمہ کو کوثر، عبداللہ بن عمر کو شام اور عمار بن یاسر کو مصر کا طرف روانہ کیا گیا۔ یہاں اس بات کو بھی ذہن میں رکھیے کہ جن اصحاب کو دریافت حالات کے لئے مختلف صوبہ جات کی طرف بھیجا گیا ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی سیدنا عثمانؓ کے خصوصی با ذاتی قسم کے تعلقات نہ تھے چونکہ حضرت عثمانؓ ظاہر و باطن میں نہایت پاک طینت، پاک فطرت، نیک نیت اور نیک سرشت تھے اس لئے وہ دیانتداری سے صحیح حالات دریافت کرنا چاہتے تھے۔

آج جبر باطن قسم کے لوگ ان کی ستودہ صفات کو انسانی ذات پر بہتان باندھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے رشتہ داروں کو خصوصی رعایتیں دی وہ ذرا اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ اساتذہ میں زید، محمد بن مسلمہ، بھیجا گیا وہ اول المؤمنین زید کے بیٹے تھے اور اس لشکر کے سالار تھے جسے نبی علیہ السلام نے اپنی مرض موت کے دوران ہزار ہا اہل صحابہ کرام کے موجود ہوتے ہوئے اس منصب پر فائز کر کے مدینہ سے رخصت کیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو شام کی طرف بھیجا گیا ان کے تعارف کی ضرورت نہیں۔ سابق بالاعہد مسلمانوں میں سے تھے زید و قوی میں اتنا بلند مقام رکھتے تھے کہ اہل صحابہؓ ان کا خصوصی طور پر احترام کرتے تھے۔ حق گوئی میں بے نیام تلواریں تھے۔ محمد بن مسلمہ کو کوثر بھیجے گئے۔ صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ اور سیدنا عثمانؓ نے ان کے زمانہ میں محکمہ احتساب کے سہراہ تھے اور تمام انتظامی امور ان کے متحضر تھے۔ عمار بن یاسر کو مصر بھیجے گئے ان کی ذات بھی کسی تعارف کی محتاج نہیں اول الذکر ہر ایک اصحابؓ تحقیق و تفتیش اور دریافت حالات کے بعد واپس آ گئے مگر عمار بن یاسر کو مفسدہ پردازوں نے مصر سے واپس ہوتے ہی راستہ میں اس خطرہ سے شہید کر دیا کہ ان کے واپس مدینہ البقیہ میں پہنچنے پر ہمارا خیال نہیں ہے۔

لے: سنا اور آپ کے والد پر شراور آپ کی دل دہشتہ سے نہایت غلامی اس وقت تہہ میں بی بی کے زیر

سوائے مصر کے تمام مقامات سے تسلی بخش اطلاعیں آئیں چونکہ تخریب پسند کردہ زیر زمین اپنی تخریب پسندانہ سرگرمیوں سے کام لے رہا تھا اس لئے نگاہ رکھنی فتنہ نظر آئی اس کے باوجود سیدنا عثمانؓ نے اپنے تمام عاملین کے نام اور عام لوگوں کے نام میں مضمون ایک سرکل جاری کیا۔

کھلی جھپٹ | میں حبیب خلیفہ بڑا ہوں ام بالمعروف اور نہی عن المنکر پر میرا عمل ہے اور میرے رشتہ داروں کا عام مسلمانوں سے زیادہ کوئی حق نہیں مگر مجھے مدینہ کے رہنے والے بعض لوگوں کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ حکام کو مارنے اور گالیاں دیتے ہیں۔ اس لئے میں اس خط کے ذریعہ عام اعلان کرتا ہوں کہ جس کسی کو خفیہ طور پر گالی دی گئی ہو یا بیٹا گیا ہو وہ جج کے موقع پر کہ مظفر میں مجھے ملے اور جو مجھ اس پر ظلم ہوا ہو خواہ میرے ہاتھوں یا میرے عاملوں کے ذریعے سے، اس کا بدلہ

اور قیام دیکھ کر خفیہ جب تشریف لے کر مسلمانوں پر عرصہ حیات تک کر رکھا تھا یہ نیزہ نہ تھوڑا بڑا بلکہ شہید ہو گئیں وقت گذرنا اور سیدنا عثمانؓ مدینہ پہنچ گئے۔ سید بنی کی تیور ہو سکتی تھی یا قیام یہ کڑم ایک ایک پینٹ لارہ تھے کہ سیدنا عثمانؓ لارہ تھے نبی علیہ السلام نے آپ کو دیکھ کر فرمایا تقتلوا فی الفتنۃ الباغیۃ تجبۃ ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔ آپ کی طبیعت میں زہد و تقاعد کے علاوہ خنوت پسندی کا رجحان بھی بدرجہ اتم موجود تھا۔ نہایت سادہ مزاج صاف باطن اور صلہ کل شرب کے حالت میں حضرت عثمانؓ نے جب آپ کو دوبارہ حال کے لئے مدینہ بھیجا تو آپ کی تشریف لے کر تیس سال گذر چکے تھے۔ بقول دہلوی داہن خلدون ان کو مصر میں عبداللہ بن جبلة کے گروہ نے بنی خالد بن بکرم سودان بن حوران اور کنان بن بشر شامل تھے دوکر لیا و تکلیف دہی نہ وہ بن خلدون جز ۲ ص ۲۱۵-۲۱۶ متحرک کر گئے گمان کیا کہ وہ دھوکے سے قتل کر دیئے گئے چنانچہ دہلوی جلد ۲ ص ۲۱۶ طبری کے اس مضمون کا باغی گروہ نے حضرت عثمانؓ کے خلع اس وقت علیہ نماز سے حضرت عثمانؓ کو افسانے لڑنے کے خوف سے مصر سے مدینہ آئے ہوئے دھوکے سے قتل کر دیا پھر باغیہ مدینہ کو محصور کر کے شہید کر دیا طبری جلد ۲ ص ۲۱۶ میں عازم نے قتل نامی و گسٹے جن کے متعلق مضمون عدنان بن علی لسان محمد کو لکھا تھا (طبری جلد ۲ ص ۲۱۶) و فداؤن لسموودی ۱۰۱ باقی اگلے صفحہ پر دیکھئے

وہ مجھ سے یا میرے نائبوں سے لے لے یا معاف کر دے اللہ تعالیٰ صدقہ کرتے و ول کو اپنے پاس سے جدا دیتا ہے۔“

اس مختصر لیکن دردناک خط نے تمام عالم اسلام میں ایک تہلکہ برپا کر دیا۔ اس مضمون نے اختیار درپردہ سے اور بے ضعیف العرقلہ کے لئے دعائیں کیں مگر کسی ایک فرد نے بھی آپ کے سامنے کوئی شکایت پیش نہ کی۔ اس کے باوجود آپ نے تمام عاملوں کو بلکہ گرفتار ہونے والے کی صورت کی صورت میں بھی تواتر استسائہ کو ان کی عدم موجودگی میں اور کھلی کر کھیلنے کا موقع مل گیا۔

وقت گذرنا اور فتنے بڑھتے رہے مگر ضعیف العرقلہ مظلوم خلیفہ دھکیل دیتے رہے گوج کے بعد امیر معاویہؓ نے مدینہ پہنچ کر آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ میرے ہمراہ شام میں یا حکم دیں تو میں فوج بھیج دوں مگر اس صاحبزادہ اور رضائے الہی پر شاکر و عظیم انسان نے کوئی بات اپنے لئے پسند نہ فرمائی۔

دقیقہ عایشہ گذشتہ صفحہ مگر معلوم نہیں کہ ایسے پھوس شہادت کے باوجود کتاب راویوں کو کیسے جرأت پیدا ہوئی کہ انہوں نے سیدنا عثمانؓ کو جنگ عین میں بچا کر سیدنا معاویہؓ کے خلاف جنگ میں کھڑا کر کے شہید کر دیا یا لا لاکر معلق طور پر بھیج دیا علیؓ نے تو مسلم بن عقیلؓ کو ۵۶ سال کی عمر کے ضعیف آدمی کا میلان جنگ میں پہنچ کر مارا تھا۔ کسی حد تک صحیح ہو سکتا ہے اگرچہ یہ کہ معاذ بن عفراءؓ نے ملکیت کو تاج طری میں دی تمام باتیں تو غفر انہیں جو سیدنا عثمانؓ اور سیدنا معاویہؓ کے خلاف ہیں مگر سیدنا عثمانؓ کی شہادت نفور دہی۔

ملعون علی لسان محمد کو لکھا تھا کہ لے لے بنی کریم کا وہ ارشاد ملاحظہ کیجئے جو آپ نے ندی الخشب ڈالنا اور جو صیحات مقامات پر پڑھ ہوئے والے لشکروں کے متعلق فرمایا تھا یہی وہی لگتے ہوئے ہوئے اور مہرے سیدنا عثمانؓ کو شہید کرنے کے لئے ان مقامات پر پیش رفت یہاں بھی تاریخی بددیانتی ملاحظہ ہو کر بنی کریم کے اس ارشاد کو رد و قہر کر کے بولیں اب کبھی کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے حالانکہ اس لشکر کا قیام ان مقامات میں کسی مقام پر نہ تھا عازم بن علیؓ کی شہادت کے متعلق یہاں ایک تحقیقی مضمون چندہ دوز صحیفۃ المہدیہؓ (۱) کے شمارہ ۱۶ جمادی الاول ۱۳۲۲ھ کے صفحہ ۱۸-۱۹ پر آج موجود ہے۔

اُسے سیاحتیہ مدینہ پہنچ گئی

۱۔ سبیا میرہ مدینہ منیٰ میں
 اذیت باغچا رسید کہ خیر پسنندہ نے زیر
 زمین اچھی طرح طاقت پکڑ لی تو کھل کر سامنے
 آئے۔ یعنی ایک فاضل بیکم اور دو گرام کے تحت کوفہ، بصرہ اور مصرے ایسے وقتوں میں مدینہ
 کی طرف روانہ ہوئے کہ سب بیک وقت مدینہ پہنچ جائیں۔

کوٹہ سے چار لشکر روانہ ہوئے جن کا سردار عبدالعزیز بن اہم تھا اور اس کے ماتحت چاروں لشکروں کے سردار زید بن موحان عبدی، اشتر نعمتی، زید بن نصر عارفی اور عبداللہ بن اہم تھے۔ اس لشکر کی تعداد پچھ سو سو تین کی جاتی ہے۔

اسی طرح مصر سے بھی چار لشکر روانہ ہوئے۔ ان کا سردار خالکی بن حرب علی تھا
ادرا اس کے ماتحت عبدالرحمن بن عدیس بلوی، کنانہ بن بشر لیشی، سومان بن حران کنوی
اور قتیہہ سکونی تھے۔ اس لشکر کی تعداد چھ سو کے قریب تھی۔

لہو سے بھی چار شکر روانہ ہوئے اس لشکر کا سالار علی بن قرقوس بن زبیر عبدی تھا۔ اس کے ماتحت حیثم بن جبہ، ضریر بن عباد عبدی، بشر بن شریحہ بن الحطیم اور ابن الجریس بن عبد بن عمرو تھے۔ اس لشکر کی تعداد بھی چھ سو تھی رطری خلافت راشدہ ۳۵) بقول ابن سعد روایت ابی حنفہ القاری باغیوں کی تعداد دو سو تھی۔ مگر کے چھ سو کوئٹہ کے دوسو، لہو کے ایک سو، مدینہ کے اکثر مکیین لوگ ان کے ساتھ ہو گئے تھے اور ان کے عہد و پیمان باغیوں کے ساتھ ہو گئے تھے چونکہ ابن سعد سب سے قدیم مؤرخ ہے اس لئے اس کا بیان زیادہ صحیح ہو سکتا ہے۔

ملعونین علی لسان محمد

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) عمارؓ جذباتی آدمی تھے ایک بار سیدنا حسنؓ سے ابجد گئے مگر کم سیدنا عثمانؓ کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیوں کہتے ہو؟ غرض کہ عمارؓ مہر میں سبائیوں کے ہتھے چڑھ گئے اور جب وہاں سے واپسی

کہا کہ تو میری سبائیوں نے افشائے راز کے خوف سے قتل کر دیا۔
(آل رقیۃ الزہراء بحوالہ ماہنامہ تذکرہ کراچی جولائی ۱۳۵۶ء ص ۵۹)

مقام پر کیسپ نام کر دیئے۔ یہی وہ تین مقام ہیں جہاں جمع ہوئے والوں کو نبی علیہ السلام ملوٹاں فرما چکے تھے۔ اور تمام محققین، محدثین اور مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے کہ حالت کیسٹم ظریفی (جیسے کہ ان ملعونوں نے سیدنا عثمانؓ کو شہید کرنے کے بعد سیدنا علیؓ اور اہل بیتؓ پر محبت کی) اس لئے کر سکا یا نہیں وہی ۱۱ امارت خلافت کے سب سے زیادہ آزمودہ نقطہ اور وسیلہ ان ملاعنہ کے سب سے زیادہ ہمدرد تھے۔

ایک قابل توجہ نکتہ | مدینۃ النبئ سے کوثر، البصرہ اور مصر مختلف سمتوں میں واقع ہیں اور فاصلے بھی مختلف ہیں۔ ان کا بیک وقت مدینے

مدینہ البقیۃ کے بانیوں کے لئے اس حقیقت سے فتنہ انگیز، وٹکیت، قاتل اور باطل گروہ کے قتل و قمع سے کوئی امر مانع تھا۔ مدینہ البقیۃ میں اچھے بات اس قسم کے سنگساروں سے بچنا زیادہ صحابہ کرامؓ موجود تھے۔ جنہوں نے قیصر کسریٰ کی آنکھوں میں انہیں ڈال کر دیکھا تھا۔ بن کے پاؤں کی ایک ضرب سے سمندر دلوں نے رستے دیدئے

۷:۔ اچھو، بھلا اس بٹن کو، کو واقعہ حریف کے لشکر چڑچڑا کر رہے ہیں حالانکہ وہ لشکر ان مقامات میں سے کسی قسم پر نہ فزائش نہیں کرتا تھا۔

پہاڑوں پر لرزے طاری ہو گئے جن کے بازوؤں میں اتنی سکت موجود تھی کہ یہ اٹھارہ سو
بقول ابن سعد ۹ سو باغی ان کے سامنے پرکھا مبتنی وقت بھی نہیں رکھتے تھے۔ مگر ان
کی موجودگی میں چند سو روکت پھر سات ہفتوں تک مدینہ النبی کی گلیوں میں مسرت سازوں
کی طرح دندناتے اور ڈکراتے پھرتے رہے اور کسی نے آنکھ اٹھا کر بھی ان کی طرف نہ دجھا
گویا مدینہ النبی کے باسی تمام کے تمام اپنے گھروں میں دیکر کہ سمیٹے رہے آج یہ بھی باور
کرانے کی سعی لاعا حاصل کی جاتی ہے کہ قصر خلافت کے دروازے پر فلاں فلاں اصحاب
بہرہ دے رہے تھے مگر یہ تمام کچھ دینا ہے رفیع کے ذریعے ہماری تاریخوں میں گھس کر بہت
ازہان و زلزلہ کو رسوم کر رہے ہیں اور ہم اندھا دھند لقل راچہ عقل کے مصداق اپنی تاریخوں
میں درج کرنے چلے جا رہے ہیں۔

عقل کبھی اس بات کو باور کرنے کے لئے تیار نہیں کہ چھ سات ہفتے نوادار اٹھا رہے
سو کہ درمیان ایک لشکر بغیر کسی مقامی تعاون کے یوں پرے چائے پڑا رہا اور مدینہ ذکر
تین مقاموں پر جمع ہونے والوں کے متعلق بنی اکر کہ ابیر اشار کہ ان مقامات پر جمع ہونے
والے ملعون ہوں گے، کیا کسی کو بھی یاد آیا اور پھر اس کی کیا وجہ کہ مصوبات کے عاملین
نے اس عرصہ میں کوئی امدادی لشکر نہ بھیجا؟

نبی اکرم کا دو ہار داماد جس سے فرشتے بھی حیا کرتے تھے جو صلح حدیبیہ کے موقع
پر چورہ سو صحابہؓ کے لئے جنت کی بشارت کا سبب بنا۔ جسے بنائے کہا اگر میرے گھر
اور بیٹیاں بھی ہوئیں تو میں یکے بعد دیگرے اس کے نکاح میں دے دیتا جس نے مدینہ
میں بیٹھے پانی کا چتر خرید کر خزیب مسلمانوں کے لئے وقت کیا جس نے حبشہ عسرت
کے موقع پر نہ نصبت لشکر کے لئے سامان جنگ پیش کیا جس نے خدانہ قاروقی
کے زمانہ میں شدیدہ خط کے دوران سینکڑوں اونٹوں پر بارغلہ محاذوں کے مسلمانوں
کے لئے وقف کر دیا جس کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ اس ہاتھ سے زندگی بھر اپنے

نہ : شیوں تھے، انعم اور مانیان بنائے، ان خصوص ان ملائے تھے تدارق و جنتی

سنہ کو نہ چھوڑا جو ہاتھ بیعت کے وقت اپنے پیارے نبی کے ہاتھ میں دیا تھا جس کے ہاتھ کو
نبی نے اپنا ہاتھ قرار دیا۔ اور بول اپنے مکان میں نہایت شقاوت اور بے دردی سے
ذبح کر دیا جائے اور مدینہ کے وہ جہانگیر و جہاندار مجاہد و غازی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے
رہیں جو بارہا موت سے آنکھیں لڑا چکے تھے۔

افسوس کہ اُمت سبائے نہایت عیاری، مکاری، چالاکا اور فریب کاری سے
اصل حالات آنکھوں سے اچھل کر نہ کے لئے مشا جرات صحابہؓ کی آڑ میں ہمارے مؤرخوں
کو اس غلط راستے پر پس چا یکہ نہ بنی۔ سر چلائے کہ ہم شروع کی نفی آج تک ردواں دواں ہے
میرے سامنے میرے و عدلان نے جو راستہ پیش کیا ہے وہ کوئی معمول باتوں کی
گھاٹیوں سے نہیں گذرتا اور نہ ہی کسی سرب میں جا کر گمراہ جاتا ہے۔ بلکہ وہ حقائق و شواہد کی
ایک شاہراہ عظم ہے جسے سودا الاظم کی نظر سے اور سوا الاظم کے ذہن غم خویش محقق ہمسفر
پر تجویز تراشنے مزید پر فریب تیار کرنے اور سوا الاظم کے ذہن غم خویش محقق ہمسفر
اور مؤرخ اندھا دھند انہی کی سی کہنے میں مصروف ہو گئے اور سب بڑھ کر قسم ظریعی
یہ کہ اسی سودا الاظم کے بعض پر خود غلط قسم کے بزم غم خویش تحقیق نے اعتبار کے ہاتھ
مضبوط کرنے اور عوام کو گمراہی کی طرف لے جانے کے لئے خلافت و ملکیت جیسی کڑے
افترار پیمانی کتاب میں لکھ کر اپنی نسلی عصبيت کو تسکین دینے کے سامان بہم پہنچائے۔ کیا
اس قسم کے سنی نمارا فنی دنیا کے اندر دہر دوں میں موجود نہ تھے؟ یقیناً جواب اقباس
میں ہو گا تو پھر اگر اس انکشاف و تحقیق کے نور میں ایسے لوگوں کے افترار و بہتان
پنپ سکتے ہیں تو گذشتہ زمانہ میں ان کی زبانیں کون بند کر سکتا تھا۔

ننگہ باز گشت افکار و عظم کی شہادت کا اکثر صحابہؓ کو علم ہے مگر کمال کربات نہیں
اکرتے سیدنا عثمانؓ کی کشتہات کی سخت دینے کے لئے سبائی گروہ
قریب قریب سبھی علی الاعلان منادی کر رہے ہیں کہ سب سکتے ہیں مگر خاموش ہیں پھر کیا وجہ
ہے کہ کوئی مؤرخ کمال کربات نہیں کرتا۔

کیا یہ حقیقت نہیں کہ ان مسلمان فہمایدوں اور مجوسوں کے پیچھے کوئی بہت بڑی

طقت کا زبانی اور بعد میں پیش آنے والے واقعات نے تمام حقائق بھی واضح گات
طوبہ پر پیش کردہ سبب مگر یہ سبب

تمہیں سے دے کے ساری داستان سے یاد ہے اتنا
کہ عالمگیر ہندو کشن تھا ظالم تھا ستمگر تھا

بہتان بھی کچھ سیدنا عثمان کی ذات گرامی پر!

الہامیان مدنیہ کی اٹھارہ سو باغیوں کے سامنے بے بسی
گو گذشتہ صفحات میں
واضح طور پر اصل حقائق
کے تیرے سے نقاب کشائی کرنے کی کوشش کی گئی ہے مگر ایک بار پھر میں آپ کو چند لمحوں
کے لئے چھپے جانے پر اپنے آپ کو مجبور پاتا ہوں۔

اسلام نے مدینہ النبی کے تمام مسلمانوں کو اکٹھا کر کے مہاجرین مکہ کا بھائی بنا دیا تھا
اور مسلمانوں کی تعلیم لیا نکتہ نے یہود کو مدینہ سے نکال دیا تھا۔ مگر اوس و خضر
یعنی انصار کے درو قبیلوں کے دلوں میں پرانی عداوت کے کچھ دھندے سے نغوش باقی
تھے۔ اور مدینہ کے منافقین اور غارتگر السدیہوں کی رشید دانیوں سے کبھی کبھی اس
عداوت کی راگد میں سے کوئی چنگاری سلگ اٹھتی تھی۔

جنی علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت عمر بن الخطابؓ، ابو عبیدہؓ، جراح اور دیگر
بڑے بڑے صحابہؓ مسیح بنوی ہیں اس میں ساتھ عظیم پر سادت و حیران بیٹھے تھے اور سیدنا صدیق اکبرؓ
اور سیدنا عثمانؓ رسول اللہؐ کی تجویز و تکلیف میں مشغول تھے۔ طبقات ابن سعد کی روایت
کے مطابق عمرؓ نے ابو عبیدہؓ بن جراح کو کہا باقتدر بڑے عاشرے تاکہ میں آپ کی بیعت کروں
کیونکہ رسول اللہؐ کی زبان مبارک سے آپ کو امین الامت کا خطاب مل چکا ہے۔ مگر آپ
نے انکار کر دیا اور کہا تمہیں معلوم نہیں ہم میں ثانی النین اور صاحب رسولؐ موجود ہیں
ابھی وہ ان باتوں میں مشغول تھے کہ تقیہ جو ساعدہ میں انہیں انصار کے اجتماع کی خبر
ملی حضرت عمرؓ نے یہ سن کر سیدنا ابوبکرؓ کو بلا دیا اور اس واقعہ کی خبر دی مگر آپ نے فرمایا
کہ نبی علیہ السلام کی تجویز و تکلیف کے مقابلہ میں ادنیٰ کام ہم نہیں۔ مگر سیدنا فاروقؓ اعظمؓ

نے جواب دیا کہ انصار کہہ رہے ہیں کہ ایک ایسی چیز ہم میں سے ہر ایک مہاجرین میں سے اور ہم
امت میں انتہائی طور پر رشتہ و اقربا کا سبب ہوگا۔

حالات کی نزاکت کے پیش نظر یہ تینوں اصحاب تقیہ میں پہنچے دیاں سعد بن عبادہ
کبیل اور صفیہ درمیان میں بیٹھے تھے خدا انہیں سترہ گنا اس وقت انصار اپنی مرضی کے مطابق
سعد کو غلیفہ بنا لیتے تو مہاجرین کے لئے مدینہ میں دنیا تنگ ہو جاتی۔ منافقین اور یہود
انصار سے اپنی مرضی کے مطابق کام لے کر مہاجرین کو مدینہ سے نکالنے میں بھی دریغ
نہ کرتے۔

انصار خلافت کے لئے اس حد تک تیار تھے کہ ایک انصاری نے اٹھ کر کہا کہ ہم
اللہ کے انصار اور اسلام کا لشکر ہیں اور اسے مہاجرین تم قبیل التعداد ہوا اور اس کے
ہاؤد ہمارا حق عصب کرنا چاہتے ہو۔ مگر ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ سیدنا ابوبکرؓ نے نہایت
 نرمی سے ان کو جواب دیا مگر ان کا جوش و خروش ٹھنڈا نہ ہوا۔ چنانچہ حباب بن منذر
انصاری نے کہا اے انصار! امامت اپنے ہاتھ میں رکھو۔ کیونکہ یہ لوگ تمہارے
مطیع ہیں۔ کسی میں تمہارے خلاف آواز اٹھانے کی جرأت نہ ہوگی تم عزت، ثروت
تجربہ، بہادری اور دیر میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ ہم مہاجرین کے ساتھ زیادہ سے
زیادہ یہ رعایت کر سکتے ہیں کہ ایک امیر اترے ہو، ایک ان میں سے ہو۔ حباب نے تقریر
ابھی جاری تھی کہ سیدنا فاروقؓ اعظمؓ کو مڑے ہوئے اور کہا ایک میان میں دو دلوں میں
جمع نہیں ہو سکتیں۔ اللہ کی قسم عرب کبھی بھی ہمیں امیر تسلیم کرنے پر رضا مند نہیں
ہوں گے۔ عرب صرف ان لوگوں کی امارت پر رضا مند ہوں گے جن میں نبی علیہ السلام
مبعوث ہوئے اگر کسی طبقے نے مہاجرین کی امارت سے انکار کیا تو اس کے خلاف
مہاجرین کے پاس دلائل ظاہر اور براہین قاطعہ موجود ہیں اس معاملہ میں مہاجرین
سے مجبور کرنے والا باطل کا پیروکار، گناہوں سے آلودہ اور ہلاکت کے گڑھے میں
گرنے والا ہوگا۔ حباب نے فاروقؓ اعظمؓ کی بات کاٹ کر کہا اے گروہ انصار تمہارا
یہی تلواروں کی بدولت اسلام کو شان و کرامت ہوئی ہے تم نے ہی اسلام کو

اگر تم چاہو تو اُسے اس شان و شوکت سے محروم کر کے ہوفاروق اعظم نے بیسکر کہا اگر تم نے اس قسم کی کوشش کی تو اللہ تمہیں ہلاک کر دے گا۔

بقول طبری جہا بنے نے بیسکر تدار سونے لی لیکن حضرت عمرؓ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر تدار حسینؓ کی اور سعد بن عبادہ کی طرف بڑھے اور نبیدہؓ نے یہ صورت حال دیکھ کر عمرؓ کو روکا اور انصار سے مخاطب ہو کر فرمایا اے انصار تم ہی تھے جنہوں نے اس رہن کی نصرت و حمایت کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا تھا اور تم ہی سب سے پہلے اس کی تباہی کے درپے ہو رہے ہو یہ بیسکر تیشینؓ سعدؓ انصاری خرزجی نے کہا اللہ کی قسم اگر مجھ ہمیں شریکین سے جہاد کرنے اور دین میں سبقت کرنے کے معاملے میں مہاجرین پر فضیلت حاصل ہے لیکن ہم نے یہ سب کچھ محض رضائے الہی کی خوشنودی کے لئے اور اپنے نفس کی اصلاح کے لئے کیا ہے۔ اللہ ہی ہمیں اس کی جزا دے گا۔ پھر انصار سے مخاطب ہو کر کہا رسول اللہؐ قریش میں سے تھے ہم اس بارگاہ میں ان کے حجتوں کو نہیں کوٹنا چاہتے۔ ریشیرؓ کی باتیں سن کر سیدنا صدیق اکبرؓ نے انصار کی طرف دیکھا مگر ہذا تھا کہ ریشیرؓ کی یاد نے ان پر پڑا اللہ کیا ہے۔ انصار کو مخاطب کر کے کہا یہ عمرؓ اور ابو عبیدہؓ جیسے ہیں ان میں سے جس کی چاہو بیعت کر لو۔ اس وقت شور و غوغا بڑھ گیا تو یک بخت عمرؓ اٹھے اور بکرؓ کو کہا باقیہ بڑھائیے۔ اور ان کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کر لی حضرت ابو عبیدہؓ نے بھی بیعت کر لی ریشیرؓ بن سعدؓ اور دوسرے انصار نے بھی بیعت کر لی اسٹیڈ بن حنیہؓ رئیس اوس نے اپنے قبیلے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اللہ کی قسم اگر خرق ایک بار بھی خلافت پر تاقبض ہو گئے تو انہیں ہمیشہ تم پر فضیلت حاصل رہے گی۔ یہ کہہ کر انہوں نے بیعت کر لی۔ مگر سعد بن عبادہ اپنی ضد پراڑے رہے۔

ابو سن جہلا یہ کہتے ہیں کہ تیسفہ بنو ساعلہ میں جو کچھ ہوا وہ ایک سو پچھترے سمجھے منکر کے تحت ہوا مگر سطور بالا میں جو کچھ بیان ہوا ہے یہ تمام تاریخوں کا کتب باب ہے اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ جو کچھ ہوا اوجانک ہوا اور بائیں خیرا لاری طور پر ہوا دوسرے روز مسجد نبویؐ میں عام حیات ہوئی۔

بعض مستشرقین کا خیال ہے کہ خط سیدنا علیؓ کے ایما سے لکھا گیا تھا۔ چنانچہ انس میکو پیڈیا یارٹائیکا کیا، اہوال ایشین جلد ۲۵ پر یہ الفاظ لکھے ہیں۔

"THE HISTORY OF THE LETTER TO ABDULLAH
BIN SARAH SEEMS TO HAVE BEEN A TRICK
PLAYED ON THE CALIPH WHO SUSPECTED
ALI OF HAVING HAD A HAND IN IT."

مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ خط نہ تو امیر مروانؓ لکھا سکتے تھے چونکہ انہیں ان کے لکھنے پر ہی عبد اللہ بن مسروح مصر سے روانہ ہو چکے تھے اور نہ ہی اس قسم کے کتبیا فعل کا سیدنا علیؓ سے ارتکاب ہو سکتا تھا۔ یہ سب بدعاشی اُجڑی بلوائیوں کے

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) تاریخ فقیہ میں ہے کہ حضرت مروان فقیہ عالم اور ادب تھے تلاوت قرآن میں من اقل والناس مشہور تھے۔ امام ابن کثیر لکھتے ہیں کہ امیر مروانؓ کا مزگنی سے پہلے امیر معاویہؓ حضرت مروانؓ کو اپنا جانشین بنانے کا ارادہ رکھتے تھے کہ وہ کتاب اللہ کے تاری، القند کے دین کے فقیہ اور حدود اللہ قائم کرنے میں شہید ہیں (البیہ والنبیہ جلد ۲۵)۔

حضرت جعفر صادقؓ راوی ہیں کہ جب حضرت مروانؓ کے مستدائے خلافت ہونے کا وقت آیا اور لوگ ان کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ آپ کے خیمہ میں روشنی سے ادب پر کلام پاک کی تلاوت میں مشغول ہیں۔ صبح امام شافعیؒ میں ہے کہ حضرت مروانؓ کی امامت میں حضرت حسنؓ حسینؓ مازیں ادا کرتے تھے۔

آخر عبد اللہ بن زبیرؓ کی غلطی کے نتیجے میں یہ غلطی ہستی مع عیال و تثن پنج گئی اور اپنی بے مثال صلاحیتوں و غفلتوں، جلا تلون کی دیر سے عام احتیاج میں مستند خلافت کی زینت بنی تھیں اور حقیقت خلافت و ولایت مصنف علامہ محمود احمد عباسیؒ (۳۹۲-۴۰۰) مگر مصنف خلافت و ولایت کو حضرت مروانؓ کے ہم عصر ہونے کے علی الرغم چودہ صدیاں گزرنے کے بعد ان میں وہ تمام برائیاں تو آگئیں جو کسی وقت کا کتاب میں مصنف کو مل سکیں۔

کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے تا ریخ عالم ایسی مشاں پیش کرنے سے کہ یہ
یہ شہادۂ حریت یک وقت سکندر بھی تھا اور بیل بال بھی سیمان نہ نہ بھی تھا
اور شعیب وقت بھی ہمیشہ دوران بھی تھا اور نو شیراں زمانہ بھی امور سلطنت
پراس کی نظر اس قدر گہری تھی کہ تمام ممال حکومت اپنے اپنے مقامات پر بیٹھے
کا بنیتہ رہتے تھے۔ وقتی طور پر جس طرح صدیق اکبرؓ کی خلافت کے وقت اختلاف
رانے کی جو آگ دہ گئی تھی وہ فاروق اعظمؓ کے زمانے میں بھی دلی رہی مگر جب
فتوحات کا سلسلہ دراز ہوتا چلا گیا اور محوسی غلام مدینہ میں پہلے شہر فتح ہوئے اور
انہیں سینہ خلی کی نگہداشت میں رکھا گیا تو ہزاران وغیرہ جو ایک نہایت شاہکار
مکارہ چالاک اور جہادیدہ انسان تھے۔ اور عرصہ تک ایران کے ایک صوبہ کا گورنر
رہ چکا تھا۔ مدینہ النبیؐ کے کد شتر حالات کا مطالعہ کر کے ایک نیکو پرستیا اور زیر
زمین ایک تخریبی تحریک کی بنیاد رکھنے میں منہمک ہو گیا۔ افرادی قوت اس کے پاس تھی
سیدنا فاروق اعظمؓ کے زہدانہ اور متشفانہ رویہ سے جو لوگ ناگواری محسوس کر رہے
تھے ان پر یہودی کبیسہ کاہلوں کا غیر محسوس طریقہ سے اثر ہوتا رہا فتوحات کی کثرت
نے مال و دولت کے انبار لگا دئے تھے۔ وہ نئی پوجوں نے اجرائے اسلام کی تائید ہوا
فرزاد استبداد کا عشرِ عشر بھی نہیں دیکھا تھا اور اسلام کی شان و شوکت کے دور میں
جوانی کی سرحدوں پر قدم رکھا تھا۔ اس کے خیالات میں خشکی نہ تھی ہر مورخ نے
خلافت راشدہ کے زمانے میں واقعات تلمذ کرتے ہوئے قطعاً اس بات کو نظر انداز
کر دیا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی اکثریت دورِ کبولت سے آگے بڑھ کر عالمِ پیری کے دوازدوں
پر دست تک دے رہی تھی اور معاشرہ میں ایک قسم کے اجتماع الفضلین کی کیفیت
پیدا ہوتی چلی جا رہی تھی۔ ان حالات میں یہود و مجوس کی تخریبی زیر زمین سرگرمیوں کی
اگر کوئی نظر نہ رکھتی ہو تو قوچان طریقہ کے خیال میں جبکہ وہ ایک عظیم فارخ قوم کے
نوبال تھے خض چند مہینہ گوں کا ٹرانا تھا۔ اور لوہے اس لئے مسطقی تھے کہ اس میں فراہ
کیا بگاڑ سکتی ہیں تاریخ واضح طور پر بیان کرتی ہے کہ اس زہر زمین تخریبی تحریک کے اثر و
واقعہ تھے۔

فاروق اعظمؓ کے خلا تحریک کے اثر صحابہ واقف تھے

ابن سعد لکھتے ہیں کہ عرفات میں
حج کے موقع پر فاروق اعظمؓ نے

لوگوں کو کچھ اور دعائیں شغول دیکھا تو خوش ہوئے حذیفہؓ موجود تھے انہوں نے کہا فتنہ
پر ایک دروازہ لگا ہوا ہے جب وہ توڑ دیا گیا یا کھولا گیا تو وہ فتنہ نکلے گا غرضیہ سکر
گھرا گئے اور پوچھا وہ کونسا دروازہ ہے اور اس کا کھولنا یا ٹوٹنا کیا ہے۔ حذیفہؓ نے
کہا ایک شخص مرے کا یا قتل کیا جائے گا (طبقات جلد سوم، ص ۱۸۱) حذیفہؓ کے ان کلمات
کے ٹھیک سترہ روز بعد سیدنا فاروقی اعظمؓ شہید کر دیے گئے۔ کیا حذیفہؓ نے ان الفاظ
سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ اس سازش سے باخبر تھے۔ اور اگر یہ سازش صرف مجوس
یا یہودی کی تیار کردہ تھی تو حذیفہؓ کو تمام واقعات بیان کرنے سے کونسا امر مانع تھا۔
اسی حذیفہؓ کا بیٹا محمد اور محمدؓ کے دو لڑکے مصر میں ابن سبا کے معتمد خاص تھے۔
اسے بھی اجمہ ترین آپ گھر پہنچے۔ وہ صوفیہ دور میں بھی صوفیوں کو بلایا
یہودی یعنی کعب جہا کہتا ہے کہ عمرؓ جنہوں کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ہیں

سیدہ ام کلثومؓ بنت سیدنا علیؓ سیدنا فاروق اعظمؓ کی حرم محترمہ عین شیعہ مذہب کی تمام
امہات الکلب میں اس نکاح کا ذکر نہ ہو رہے مگر شیعہ سنی امہات الکلب سے سخت جو کہ رے لکھتے
جاسے ہیں کوئی کالی بیٹی بچے کے نکاح میں دینی اب الکاکی صورت نے ان کے سے جیہ بے دخل
کی۔ اپنی معتبر کتب کے لیے جھگڑا یا جائے تو وہ ایسے سو قیادت اور مبتدل حریف پر آ کر آئے جن کی نزد
سے علیؓ بھی نہ بچ سکے۔

سیدہ ام کلثومؓ سیدہ فاطمہؓ الزہراءؓ کے لیکن سے تھیں چنانچہ ملاحظہ فرمائیے
اعلم الاوسط باعلام الہدے فی آثار الہدے المعروف بتاریخ آلہ لانی علی الفضل بن الحسن الطبرسی
متوفی ۵۴۸ھ مطبع شیراز ۱۳۳۸ھ

الیابہ الخاص فی ذکر اولاد امیر المؤمنین علیہ السلام در اولاد دهم
بنی قریظہ ص ۱۰۰

عمرت فرمایا مشاودہ سند سے ہے۔ عیدیت کو درست رہے نہ مجھے سعید پیدا کیا ہے پھر اپنے کو کھٹ کو بلایا اور پوچھا تو اس نے کہا تا وقتیکہ آپ جنت میں داخل نہ ہو گئے ذی الحجۃ نہیں ہوگا ہم آپ کو کتاب اللہ میں پاتے ہیں کہ آپ تنہم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر کھڑے ہو کر لوگوں کو جہنم میں گرنے سے بچائیں۔ یہ لطافت ابن سعد حصہ سوم (۱۳۱) جو کچھ حدیث نے کہا وہی کو کھٹ نے کہا اور پوچھنے پر بات بدل دی۔ اگر فاروق اعظم ذرا سختی سے انہیں پوچھتے تو تمام حالات سامنے آ جاتے اور سادہ دل کی تمام گڑبازیاں بے نقاب ہو جاتیں۔

شہادت سے تین روز پہلے فرزند محوسی آپ کو قتل کرنے کی وارننگ دیتا ہے ایک معمولی محوسی غلام کو یہ حرارت کیسے پیدا ہوئی کہ فاروق اعظم جیسے دہرہ و ملطظ کے

بقیہ تاریخ گذشتہ صفحہ ۱۸۷) واسما و ہم دھم سبۃ عشرین لدا ذکرناشی۔ الحسن والحسين و زینب البکری و زینب الصغری المسکاة بام کلثوم أمهم صفا فاطمہ التبری سبۃ نسائ العالمین بنت سید المرسلین صلوٰۃ اللہ علیہما اصبین رانی ان قال و اما ام کلثوم ففقی النبی تزوجها عمر بن الخطاب وقال انما بانا انہ اما زوجها نہ بعد مرائعہ کثیروا و امتنا شدید و اعتلال علیہ لشیئ لیدفعی حتی الحیاۃ الضرورة انی ان روھا الی العباس بن عبد المطلب فزوجه بها رايۃ احمی (بکبر و سادہ و جعفر شہان) ترجمہ :-

پانچوں باب زینب المرتضیٰ علیہ السلام کی اولاد اور ان کے ناموں کے ذکر میں جو سائنس تھے۔ ذکر کے تھے ان کے نام ان سے حسن حسین، زینب الکبریٰ، زینب الصغریٰ جن کی کینٹ ام کلثوم تھی ان سب کی ماں فاطمہ سبۃ نامہ امین تھی جو نبی علیہ السلام کی دختر تھی۔ اور ام کلثوم کا نکاح عین النکاح سے ہوا تھا۔

بارے اصحاب کا نسب کہ یہ نکاح بڑی جوت دھیس کے بعد ہوا تھا۔ اس جھگڑے سے ہاں تک طول کھینچا تھا کہ عمر عباس بن عبد المطلب کے بچپائیں، ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر سے ہوا یا باقی گھڑی

حامل خلیفہ کو علی الاعلان قتل کی دھمکی دے۔ ان واضح شواہد کی موجودگی میں کیا اس بات سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ فاروق اعظم کی شہادت کے پیچھے ایک بہت بڑی سازش کا ہاتھ نہیں تھا؟ صرف چند نو مسلم یہودی جو محوسی اپنے اندر اقدام شہم نہیں رکھتے تھے۔ غور کیجئے کہ اس سازش کے پیچھے کونسا خفیہ ہاتھ تھا؟ اگر وہ سازشی لوگ معمولی حیثیت کے تھے تو کھٹ اور حدیث ذی زبان میں اظہار خیالات کے بعد خاموش کیوں ہو گئے؟ انہیں کس کا دھتکا یا انہیں نئی حکومت میں کسی عہدہ کے ملنے کی توقع تھی۔ بہر حال صورت جو بھی تھی یہ بات پایہ یقین تک صحیح ثابت ہوتی ہے کہ اس سازش کو کسی اہم ترین شخصیت کی حمایت اور سرپرستی حاصل تھی۔ اور سیدنا فاروق اعظم اپنی قلبی پاکیزگی اور حسن ظن کی بنا پر اپنے قتل کی خبریں سن کر بھی خاموش رہے۔

بقیہ تاریخ گذشتہ صفحہ ۱۸۷) اس بات پر متیقن ہیں کہ سیدہ فاطمہ زہرا سے تین سال پہلے پیدا ہوئی ان کا پانچ اولاد ہیں جن میں سے حسن حسین ام کلثوم اور زینب کے حالات ہر ذوق کی کتب میں موجود ہیں (ردیابطع بحوالہ قاضی الشافعی ملکہ) سیدہ ام کلثوم سیدنا فاروق اعظم کے نکاح میں تھیں۔ سیدہ زینب کا نکاح عبداللہ بن جعفر طبرستان سے ہوا۔ سیدہ زینب اپنے بھائی سیدنا حسن کے ساتھ عازم کربلا ہوئی تو خود مرے دکان ملک پر لوگوں کو سیدنا عبد اللہ سے طلاق دیدی اور اپنا راز کا علی الزینب اپنے پاس لے گیا۔ آج جو لوگ علم اور محمد کو آپ کے پیشے کہتے ہیں انہیں تاریخ سے قطعاً کوئی مس نہیں ہو۔ وہ عبداللہ کے بھائی یعنی سیدہ زینب کے دو بھائی تھے۔ سیدہ ام کلثوم یعنی سیدنا فاطمہ اعظم کی بیوہ سے سیدنا فاروق اعظم کی شہادت کے بعد پہلے عوان نے نکاح کیا ان کے مرے کے بعد محمد نے اور ان کی وفات کے بعد ابراہیم عبداللہ سے نکاح کیا۔

واقف کہ بلا کے بعد فاطمہ زہرا فوت ہوئی تھیں پانچا اور وہاں سے عازم مدینہ ہوئے تو زینب نے سوچتے داماد امیر مزید کے حسن شو کہ اس سے دردناک شہر کی تھیں کہ دشمن میں جا کر گیس امیر مزید کے نکاح میں ام محمد ثابت عبداللہ عقیق سیدہ زینب کا راز کا نکاح فقہ میں موجود ہے اس معلوم فرقہ خلافت کے لوگ کسی حجت الحق اور اس رہتے ہیں واضح تاریخ شہادتوں کی موجودگی میں جو بڑے بڑے گھڑے جیلے جارہے ہیں اس نکاح کے متعلق میں اپنی تائید تمام صحابہ میں وضاحت سے ذکر کر چکا ہوں باقی انگیزہ۔

خلافت عثمانی

سیدنا فاروق اعظم نے شہادت سے پہلے نئے خلیفہ کے انتخاب کے لئے ایک چھوڑ گئی مشاورتی کونسل تشکیل دے کر فرمایا کہ یہ اصحاب اپنے میں سے کثرت رائے سے جسے سوزند میں خلیفہ منتخب کریں اس کو تسلیم کیا جائے گا۔ یہی اپنے بیٹے عبداللہؓ کو بھی شامل کیا مگر ساتھ ہی حکم دیا کہ عبداللہؓ صرف بطور ایک پیشہ کے کونسل کا رکن ہے اسے خلیفہ منتخب کیا جائے طویل بحث و تمحیص اور چھان بین کے بعد سیدنا عثمانؓ کو خلیفہ منتخب کیا گیا۔

مگر باز گشت

سیدنا صدیق اکبرؓ کی خلافت کی انعقاد کے وقت بھی سیدنا علیؓ کی آرزو پوری نہ ہو سکی۔ فاروق اعظمؓ کی خلافت کے وقت بھی آپ مجرم رہے۔ اب تیسری بار بھی آپ کا بیاب نہ ہو سکے۔ اور اس سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ سیدنا علیؓ کے سزاوار کی تعداد بھی خاصی تھی۔ کچھ ایسے ہی عوامل تھے کہ صرف انھیں سواغی چھ سات تہفے مدینہ میں زندہ نہ پھرے تھے اور آخری شریک کے دوسرے داماد کو نہایت بے دردی سے ذبح کر دیتے ہیں اور درجہ بلوائی سیدنا علیؓ کے ساتھ پرستش و خلافت کرتے ہیں گویا یہی لوگ آپ کے فرقہ اور پر تاج خلافت رکھتے ہیں۔

(رقبہ جائزہ آؤ شریعت مسلم) شیعوں کی صحاح اربعہ میں اس کی کار کوئی وضاحت سے موجود ہے۔

۱۔ ذوق کا بی طبرہ و لا طبرہ اور انکوش میں اس نواح پر بلوایا بنا دیا گیا ہے۔

۲۔ الصالحی شرح اصول کا بی طبع اور انکوش میں بلوایا جو رسم ہائے ۲۵۷۲۔ ۲۵۸۲۔

۳۔ الاستبصار علی ما فی معنی طبع شیخوۃ ۱۵۱۰۔ (۲۶) تہذیب (۵) شانی۔

۷۔ ابن ابی الحدید جز ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳

بخاری کی روایت کے مطابق سیدنا علیؑ نے سیدہ فاطمہؑ کی وفات یعنی چھ ماہ تک بیت
 زکریا ہوتے ہوئے حضرت یعقوبؑ نے سیدنا علیؑ کے ساتھ چند دیگر صحابہ یعنی عباسؓ بن عبد
 الفضلؓ بن عباسؓ، زبیرؓ بن عوامؓ، خالدؓ بن سعیدؓ، مقدادؓ بن عمرؓ، سلمانؓ فارسیؓ، ابو ریحانؓ
 عمارؓ بن یاسرؓ، براؤنؓ بن عازبؓ، ابی بن کعبؓ وغیرہ کے نام بھی گنوائے ہیں۔

یعقوبؑ نے اپنے بعض رفیق کی بنا پر یہ نام گنوائے ہیں اور اگر بعض محال آتے
 صحیح تسلیم بھی کر لیا جائے تو انعقاد خلافت کے اہمیرہ سب قابل گردن زنی تھے یہ
 صرف صدیق اکبرؑ کا ان پر احسان تھا کہ انہیں معاف کر دیا اور دوسری بات یہ کہ
 یعقوبؑ ان چند ناموں کا ذکر کر کے بیٹا اثر دینا چاہتا ہے کہ چونکہ تمام لوگوں نے
 صدیق اکبرؑ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی تھی لہذا انکار خلافت نہیں ہوا تھا۔
 مگر وہ اس بات کو کیوں بھول گیا کہ یہاں تو انہوں نے اس
 کے چند صحابہ کرام نے صدیق اکبرؑ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی تھی مگر سیدنا علیؑ ان کے
 ہاتھ پر تو صحابہ کرام کی کثیر جماعت میں سے صرف چند ایک نے بیعت کی تھی اور وہ
 بھی اس وقت جب فاطمہؑ عثمانؓ ان کی گردنوں پر تلوا رہیں لے کر کھڑے ہو گئے تھے
 مگر انہی لوگوں نے آگے چل کر جو شعی سیدنا معاویہؓ اور امیر مزیہؓ کے ہاتھ پر چلا چڑ
 اکر اہم اتفاق طور پر بیعت کی۔ آخر ایسا کیوں ہوا؟ یہی وہ سوال ہے جس کا کھل کر آج
 تک کسی نے جواب نہیں دیا۔

گو سیدنا علیؑ کے دل میں حصول خلافت کا خیال ضرور تھا مگر اس کے باوجود آپ
 کے کسی قول سے کسی کلام سے بیثبات نہیں ہوتا۔ کہ آپ نے فرمایا ہو کہ میرے لئے
 نبی علیہ السلام نے فلاں وقت اس قسم کی کوئی وصیت فرمائی تھی کہ تم میرے بعد
 میرے جانشین ہو گے۔ یہ اصطلاح بار بار طریقت کی بہت لہجوں کی ایجاد ہے۔ اب
 تاریخ ایک اور ورق الٹتی ہے صدیق اکبرؑ اصل حق ہو گئے اور مرے وقت
 فاروق اعظمؑ کے لئے وصیت کر گئے گو سیدنا علیؑ کے لئے خلافت کا دوسرا موقع
 بھی جاتا رہا۔ فاروق اعظمؑ دس تدرہ بدبہ، غلط فہم اور شان و شوکت سے خلافت

کر کے مدینہ پہنچے تھے اس لئے اب یوں نام کا لوٹ کر جانا ان کے لئے ناقابل برداشت تھا۔
 لہذا خط کا مضمون تیار کر کے تمام اپنے اپنے شہروں کو بظاہر روانہ ہو گئے اور اسی سوچی
 سمجھی حکیم کے تحت بین بین منازل کا سفر کرنے کے بعد واپس آ گئے خط کے جعلی ہونے
 کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ خط عبداللہ بن سرح کے نام تھا۔ اور بلوایوں کو معلوم
 تھا کہ عبداللہ بن سرح ان کے خط کی سازش سے پہلے ہی مصر سے مدینہ روانہ ہو چکے ہیں۔

دقیقہ جائے گذشتہ صفحہ تاریخ ہجری ۳۵ھ سے بھی پہلی ثابت ہوتا ہے کہ نبی علیہ السلام کی وفات کے
 وقت آپ کا عمر ۶۲ سال تھی لہذا امیر روانہ کی صحابیت مسلم بن عقیس (امیر حرم المیم ۳۵ھ)
 چنانچہ امام ابن ابی شیبہؒ نے ہی مروان رجلا عدل میں کیا والا مصلحت الخ یعنی حضرت مروانؓ کا
 کرم نامین اور فاطمہؑ کے نزدیک اس امت کی عظیم شخصیت میں سے ہیں اور نہایت تھے ہیں چنانچہ
 میں سے سہیلؓ بن سعدؓ امدی نے ان سے روایت کی ہے (العوالم ۱۵۴) حضرت سہیلؓ کی روایت صحیح
 بخاری میں موجود ہے حضرت علیؑ زین العابدینؓ کی روایت بھی حضرت مروانؓ سے صحیح بخاری میں موجود
 ہے (ابن ابی شیبہؒ والا زاد المعاد ۱۵۴) حضرت مروانؓ سے روایت کرنے والوں میں سعید بن
 المسیبؓ عبداللہ بن عبد اللہ بن عقیق بن مسعودؓ ابی یونسؓ عبدالرحمن بن الحارثؓ، عروہ الزہریؓ، عمار
 بن مالکؓ انقاریؓ عبداللہ بن شدادؓ جلیل القدرؓ قہتا کی ایک جماعت ہے بلکہ عبداللہ بن
 حنظلؓ کی تدشیت بھی تھی اور امام ابن ابی شیبہؒ نے بھی حضرت مروانؓ سے روایت کی ہے
 موطا امام مالکؓ، صحیح بخاری اور سنن نسائی جو صحاح کی عظیم کتابیں ہیں ان میں حضرت مروانؓ
 کے ارشادات فتاویٰ اور فتاویٰ فیصلے موجود ہیں جن میں فقہائے اسلام نے شرعی نظائر کی حیثیت دیکھا،
 حافظ ابن حجرؒ ماری الساری میں لکھتے ہیں قتالہ عن رجاء بن الزبیرؓ کان حرث ان لا یصحی فی الحدیث
 الخ (حضرت عروہ بن زہرؓ کہتے ہیں کہ حضرت مروانؓ حدیث میں غیر متہم ہیں، ان سے حضرت سہیلؓ بن سعدؓ
 صحابی تھے ان کے صدق پر یہ دوسرے کیا ہے اور مسلم کے سوائے باقی محدثین نے بھی ان پر اعتماد کیا ہے
 شیخ الاسلام امام ترمذیؒ کہتے ہیں صحاح میں حضرت مروانؓ سے متعدد احادیث روایت کی گئی ہیں
 اور انہی قولے ان کے فتاویٰ بطور سند پیش کرتے ہیں (باقی اگلے صفحہ پر)

منہن کی پیداوار تھی۔ اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ تمام بلوائی لفظاً مڑھٹن ہو کر مصر، کوثر اور بصرہ کو روانہ ہو گئے۔ مگر مشہور جو کسی غنیمت پر دوا مانا، اشتہر معہ چنداشرار کے مدینہ میں موجود رہا۔ اور یہ اس بات کا تین ثبوت ہے کہ خط کی سازش کا خالق وہی تھا۔

چند تنقیحات ۱۔ کیا سیدنا عثمانؓ جیسے جلیل القدر صحابی کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے لفظاً ہر بلوائیوں کو مڑھٹن کر کے واپس

کردیا اور باطن ان کے قتل کا ارادہ کیا۔

۲۔ کیا انہوں نے صرف گورنر مصر کو چھٹی لکھی یا دوسرے صوبجات کے گورنروں کو بھی اگر صرف مصر کے گورنر کو چھٹی لکھی تو جرم کے لحاظ سے کوثر اور بصرہ کے بلوائی بھی مصر کے بلوائیوں کی طرح مجرم تھے تو دوسرے گورنروں کو ایسی چھٹیاں کیوں نہ لکھیں۔

۳۔ عبد اللہ بن سرح اس وقت مصر میں موجود ہی نہ تھا تو اس کے نام چھٹی لکھنا چہ معنی دار؟

۴۔ بلوائیوں کا بیان ہے کہ قاصد کبھی سامنے آتا کبھی چھپ جاتا۔ کیا اس قسم کے قاصد بلوائیوں راستے میں چھپ چھپتے ثبوت کرتے ہوئے سفر کرتے ہیں۔ اور کیا قاصد کسی درامہ کا ایک ٹکڑا۔ اور اتنی اہم چھٹی ہے کہ راستہ میں یہ سسل کر رہا تھا۔ کیا بقول محمد بن مسلمہ یہ شرارت مردان بن الحکمہ کی تھی؟ اگر ہم حضرت مردانؓ کے کردار کو سامنے رکھ کر یہیں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مردانؓ کا مقام اس قسم کی سو قیادہ حرکات سے بہت بلند تھا۔ اور پھر اس جلیل سازی میں ملوث ہونے میں مردانؓ کا کیا فائدہ تھا؟

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر چھٹی بلوائیوں نے لکھی تو اس پر سیدنا عثمانؓ کی مہر کیسے ثبت ہوئی اس کا جواب نہایت آسان ہے اگر وہ مہر ہی تھی جو بطور خلیفہ حضرت عمروؓ اور حضرت ابوبکرؓ کے پاس رہ چکی تھی اور یہی اگر مصلی اللہ علیہ وسلم کی تھی

تو اس پر جو الفاظ لکھ تھے کیا ایسے الفاظ کسی اور انگوٹھی پر لکھ نہ ہو سکتے تھے آج آپ آئے دن اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں کہ جعلی مہروں کے ذریعہ لوگ لاکھوں کے فراڈ کر رہے ہیں۔ اگر ہم سیدنا عثمانؓ کی ذاتی تھی تب بھی اس کی نقل تیار کرنے میں بلوائیوں کے لئے کوئی امر مانع تھا اور سیدنا مڑھ کر یہ مہر والا خط کس نے دیکھا کس نے مہر کی تصدیق کی یہ صرف بلوائیوں کی چیخ و دکار تھی۔ اس خط کی دیدنے سے متعلق کسی کتاب میں کوئی محسوس شہادت موجود نہیں بلکہ علم عند اللہ۔

سیدنا عثمانؓ کا خط بلوائیوں کی شورش اب ہم ان واقعات کے قریب آگئے ہوئے ہیں۔ بلوائیوں نے سطلین فتنہ کے بعد آپؓ نے پہلے جو جرم فرمایا۔

”اللہ کی قسم اہل مدینہ کو خوب معلوم ہے کہ یہ لوگ حسب ارشاد رسول ملعون ہیں تو تفصیل پہلے گزری ہے پس لوگوں کے لئے مناسب ہے کہ

لغزشوں کو فساد کریں۔ محمد بن مسلمہ نے کہا میں اس کی گواہی دیتا ہوں حکیم بن جبلة نے ان کا بیٹھا دیا اور سیدنا عثمانؓ سے مخاطب ہو کر کہا عثمانؓ!

تم منبر سے نیچے آؤ ورنہ تم کو ایک عیاہنہا ایک بوڑھے اوٹ پر سوار کر دیں گے۔ اور جس طرح تم نے بزرگوں کو شہر بدر کیا ہے ہم تم کو جعلی

دخان بھیج دیں گے۔ حضرت عثمانؓ جبکہ کا جواب دینا ہی چاہتے تھے کہ

ہجباء بن سیدہ غفاری جو حضرت ابوذرؓ کے خاندان سے تھا اور بیت رضوان میں شامل تھا کو رکنہ زنگ بھیج کیا اور حضرت عثمانؓ سے خطبے کا

وہ عصا چھین اپنی ران پر مار کر توڑ دیا۔ یہودی عصا تھا جسے نبی علیہ السلام ہاتھ میں لے کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے اور آپؓ کی وفات کے بعد حضرت

شیخین کے ہاتھوں میں رہا۔ راویوں کا بیان ہے کہ کسی روز اس کے پاؤں میں آگ لگی کہ بیماری پیدا ہو گئی۔ اور مگر حضرت عثمانؓ کو کڑوا حین صلا پھر

زید بن ثابتؓ آئے۔ ان کو محمد بن قتبہؓ نے بیٹھا دیا اس کے بعد بلوائیوں نے ہڈیوں یا

بکرو گو کہ ان کو مسجد سے نکال دیا۔ اب وہ باہر سے پتھر پھینکنے لگے۔ آپ ایک پتھر کی چوٹ سے بے ہوش ہو کر گر پڑے تو آپ کو گھر پہنچا دیا گیا۔ حضور ہی دیر کے بعد جب ہوش میں آئے تو لوگوں کو لڑائی سے روک دیا۔ علیؓ طلحہ اور زینب عبادت کو آئے۔

اُس وقت چند اموی سردار اُٹھ بیٹھے ہوئے تھے ان لوگوں نے سیدنا علیؓ سے مخاطب ہو کر کہا تم نے ہم کو ہلاک کر ڈالا لایہ الفاظ غارین کے لئے قابل غور ہیں۔ گزشتہ صفحات میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے، ان کی روشنی میں دوبارہ ان الفاظ پر غور کیجئے (بیرنگ روایا) تمہاری ہیں۔ علی بن ابی طالب نے کچھ جواب نہ دیا تھے

میں اٹھ کر باہر نکل گئے (ابن ہشام، مناقب، ص ۴۵۸)

اس کے بعد میں دن تک اہل مدینہ نے نمازیں پڑھاں پھر روکے بیٹھ گئے۔ باغیوں کو محمد بن ابوبکرؓ اور خلیفہ کے بیٹے محمدؓ سے جن باپ بیٹے کا پیچہ ڈرکھچکا ہے بڑی توقع تھی۔ (طبری، حصہ سوم ص ۳۵۷)

کوئی سیاح احمد تلمیذ سید محمد الہدیٰ الکھنصری اپنی تالیف شواہد الصادقین میں جو پہلی کرم دین مرحوم کی ایک کتاب کے جواب میں لکھی ہے اس کے ملے پر اعتراض کرتے ہوئے بجا اور اعلیٰ یہ مطبوعہ طرآن شاہ جوالہ استیعاب معرفت الاصحاب تصنیف یوسف بن جابر البزیری لکھتا ہے وہ کان، علی یثقی علی محمد بن ابی بکر و یفضلہ لانی کانت لہ عیاوۃ واجتہاد دکان من حضرت قتل عثمان وقیل انه متشاک فی دمه "حضرت علیؓ محمد بن ابی بکر کی تعریف کرتے تھے اور اس کو فضیلت دیتے تھے کیونکہ

لے روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت علیؓ گور رہے تھے اور حضرت حسنؓ و حسینؓ معرفت تھے حضرت علیؓ نے دیکھ کر کہا و خدا بھی طبع کر حش نے کہا کل ہی آپ نے کہش کو کوللا و دعوت ابھی طرح کرتا تھا۔ حضرت علیؓ نے شکر زیادہ کچھ دیکھ کے خدا تعالیٰ سے غمخواری کا جزا اور بھالے۔

لال قیۃ الزمر و عنوان حق ابی انور نذارات،

وہ صاحب عبادت واجتہاد ہونے کے علاوہ قتل عثمانؓ میں حاضر اور شریک تھا،

املاوی فوجوں کے لئے احکام
[فوجیں بھیجنے کے لئے خاصہ بھیجے مگر جب بلوائیوں کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے محاصرہ میں شدت پیدا کر دی یہاں تک کہ آپ قصر خلافت میں محصور ہو کر رہ گئے۔ اور مسجد نبویؐ میں باغیوں کے سرفرہ فاقہ نے نمازیں پڑھانا شروع کر دیں سیدنا علیؓ جمعہ پڑھاتے رہے۔]

محاصرہ کے ایام میں آپ کو دوسرا خطبہ
[اس شدید محاصرہ کے دوران ایک دن آپ نے ارشاد فرمایا:-]

"اے اہل مدینہ! میں تم کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور اُس سے دعا کرتا ہوں کہ میرے بعد تم پر کسی اچھے کو غلبہ نہ ملے۔ اس حال میں علیؓ اللہ سے رحمتی پھر فرمایا میں تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم کو معلوم نہیں کہ عمرؓ کے دشمنی ہونے کے وقت تم نے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ کسی بہتر نبیؐ سے حق کو مسلمانوں کا خلیفہ نہ بنائے پھر آپ نے فرمایا میں تم کو اللہ کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم لوگ یہ سابق الامیان ہونے کو نہیں جانتے؟ اور یہ جانتے کے بعد میرے قتل پر کراہہ ہو۔ حالانکہ زانی مرتد اور قاتل بے یقین کے علاوہ کسی کا قتل جائز نہیں یا درکوح جب تم مجھے قتل کرو گے تو تم تلوار اپنی گردن پر رکھو گے پھر اللہ تعالیٰ تم سے اختلاف نہیں اٹھائے گا۔" (ابن ہشام، مناقب، ص ۴۵۸)

اس خطبہ میں مخاطب صرف اہل مدینہ تھے مگر آپ کی باتوں کا کسی نے جواب نہ دیا۔ کیوں؟

تیسرا خطبہ
[آپ نے اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر فرمایا میں تم کو اللہ کی قسم دلاتا ہوں کہ سب کچھ کہنا کیا تم جانتے ہو کہ مدینہ میں مینٹھے پانی ہ

صرف ایک کنواں تھا جس کو میں نے اس وقت خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کیا جب مسلمان پانی تیشا خرید کر پیتے تھے۔ میں نے اسے اپنی جگہ فرمادیا خود باقی مسلمانوں کی طرح پانی پیتا رہا۔ بلوائیوں نے کہا ہاں یہ سچ ہے۔ تو آپ

تم مجھ سے کا پانی کیوں نہیں پیتے دیتے یہ فرمایا میں تم کو اللہ کی قسم دلاتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ مسجد تک بھی اور لوگوں کو نماز پڑھنے کی تکلیف بھی کیا میں نے زمین خرید کر اسے وسیع نہیں کیا؟ بلواریوں نے کہا ہاں یہی سچ ہے اس پر آپ نے فرمایا پھر تم مجھے اس میں نماز پڑھنے سے کیوں روکتے ہو پھر آپ نے کہا میں تم کو اللہ کی قسم دلاتا ہوں سچ کھانا کیا رسول اللہ نے میرے حق میں ایسا ایسا نہیں فرمایا تھا۔ بلواریوں کے دلوں پر ان باتوں کا اثر پیدا ہوا۔ مالک بن اشتر موقع پر پہنچ گیا رہ دی مالک شتر ہے جس نے سب سے پہلے سیدنا علیؑ کے ہاتھ پر بیعت کی یہی جنگ صفین میں سیدنا علیؑ کے لشکر کا نڈر تھا اور کسی کے متعلق حضرت علیؑ کے الفاظ میں اشتر میرے لئے ایسا ہے جیسا میں نبی علیہ السلام کے لئے تھا۔ اور اس نے دوبارہ لوگوں کو سیدنا عثمانؓ کے خلاف اُمر دیا اور تاریخ ابن خلدون حطیل (۱۸) اس قیامت خیز وقت میں عبداللہ بن عباسؓ بطور امیر مجھ کو مدد ہو گئے ایسے نازک موقع پر مدینہ کے کچھ لوگوں کا کچ کے لئے روانہ ہو جانا بھی ایک حیرت انگیز امر ہے۔ اس کے بعد بلواریوں نے محاصرہ میں اور شدت پیدا کر دی۔ دوسرا حوالہ کا نامور محقق ڈاکٹر طلحہ حسین اپنی کتاب تبیغ عثمانؓ میں لکھتا ہے کہ باغیوں نے پانی روک دیا اور آپ کے گھر کے پانی کی شدت محسوس کرنے لگے۔

لے آج واقعہ کو بلا کے متعلق پانی کی زحنی بندش کی کیا بنایا سبائوں کی قبیلہ غلامی کا ہر مذمت کے جواب میں ہرے نہایت رقت انجیو انفاذ میں دہریٰ جاری ہے حالانکہ گریہ پانی کی بندش کی تعلیم کیا ہر سرزد زحنی ہیں اور صحن جہت، آخر بیتان اور کذب کا بطنہ ہیں شیوع مذہب کی تمام معتزکت میں ہر لایں پانی کو موجودگی ہیں جس بکفرا دانی کا ذکر تفصیل سے ملاحظہ ہے ہاں چند ایک حوالے سے بقاوت کر ہوں۔

۱۔ ہر محرم کو جب تک کہ انصار میں پانی کی کمی ہوئی تو جب جہنم میں پہنچے ہرے نہایت خیر کثرت تشریف لے گئے اور چند قدم کی فاصلہ پر حطیل و علوان بیون میں و قدم۔ رافضی اشارت میں ۳۴ قدم (۱) لگے گئے

ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہؓ سے گستاخی
مخاصرہ کے اٹھارہ روز بھوک اور
پیار کی شدت سے تنگ ہو کر آپ نے
صحابہ اور امہات المؤمنین سے چامکا اگر ہوس کے توسط سے پانی بھیج دیں جنت
علیؑ نے تدبیر کر کے پانی پہنچا دیا۔ ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ بنت ابوسفیانؓ سلیطہ
سیدنا خذ العزیزؓ کے بے بسی کا حال شک کا پائے آپ نے حضورؐ سا پانی لیا اور خرچہ
سوا ہو کر قصر خلافت کی طرف روانہ ہوئیں۔ پانی پہنچنے کے علاوہ ان لوگوں نے آپ کو مجبور
کیا جن کی امانتیں سیدنا عثمانؓ کے پاس تھیں کہ تشریف لے جائیے اور ہماری امانتیں

اگر عارضہ گذشتہ صغیر سے بگڑے ہائیں میں واقعہ کھلے آپ نے اپنے ہاتھ سے کچھ زمین کھودی اور اللہ تعالیٰ
سیخے پانی کا بہنے لگا اس پانی کو جناح حبش اور ان کے ساتھیوں نے پیا اور کچھ اسی پانی سے حضرت فاطمہؓ کو بھیا
ر تصویر بلا منفذ سید آل محمدؐ جلاء العیون باہر ۱۴۸۰۔ کلوز جنت مناسخ التواریخ جلد ۳۲۳
سیدنا حبیبی کا محرم کو کوئی ہی مورخ ہونا جہازت علی الختم کے طور پر کھانا ہے درہ صحیح سے کہ آپ و محرم کو
کوئی پہنچے تھے (۸) محرم کے واقعات و الحدیث اور انصار پر امام حسینؓ کی بیاس کی شدت نہایت ہوئی تو امام حسینؓ
کو بت دیا ہوئی رافضی الشہادۃ علیہ العیون اور ہائیں میں لکھا ہے کہ آپ بنے اپنے لیے پانی کی تلاش کو حکم دیا کہ فرات
سے پانی لاؤ عباسؓ بڑی شجاعت سے یہیں شکیں بھر گئے اس شان میں کوئی شخص آپ کا زخمی ہوا نہ شہید ہوا
ر تصویر بلا ۱۳۳۳۔ معلوم نہیں وہ عباسؓ تھے جس کے پانی لائے ہوئے باز گئے اور اپنے خاندان میں شک
آگاہی کی جہیزان کن امر ہے کہ ڈاکٹر شمس محمد شمس السلام بنی غائب لو ہے کی شک ہے۔

۳۔ محرم کو امام حسینؓ نے فرات سے پانی منگوا دیا۔ اور انہی اصحاب سے فرمایا اسے پوچھتہ ہاں آخری کو
ہے اور وضو غسل کر دیا اور اپنے بچوں کو خوشبو لگا دیا وہ تمہارے کفن ہوں گے اور خود ایک کفن ہو کر فورا
ربا علی صفا پور کرا لگائے گے (جلد العیون)

۴۔ ۱۰۔ محرم کے متعلق علی ابن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ یہ موجب حکم آجناہ تیس سواروں اور تیس
پادوں کو بھیجا گیا۔ تودہ پانی کی جنگیں سمیر لائے جانا چاہا کہ فرمایا رضوا غسل کر اور شہید اعظمؓ
شہنشاہی مال ملیرا دل (۱۵)۔ حضرت جعفرؓ شکر دے کہ آپ کو دیا بڑا خوب نصیب کیا جائے خیر نصیب کیا گیا کہ
لای لکھ صفحہ ۴

ہیں لاکر دیکھئے۔ لوگوں کا خیالی تھا کہ سوائے حضرت ام المؤمنینؓ کے ان حالات میں کوئی بھی قصر خلافت کے اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ مگر باغی راستہ روک کر کھڑے ہو گئے۔ آپؐ انہیں بتایا کہ میں صرف چند بیویوں اور دو سرگرم لوگوں کی امانتیں لینے کے لئے جا رہی ہوں مگر ان ملعونوں کو ذرہ بھر شرم نہ آتی چند ایک نے آگے بڑھ کر آپؐ کے خچر کے منہ پر مارا۔ اور اس کی کمر کا پیچھا کاٹ لیا۔ خچر بڑکا اور آپؐ گرنے کے قریب ہو گئیں۔ کچھ لوگ پیچھے گئے انہوں نے پیچھا باز نہ ہوا اور کھوکھلے پیچھا کیا۔ اس بات پر تمام مومنین متفق ہیں کہ ام المؤمنینؓ نے یہ تمام بیچوں کی وصیتیں اور امانتیں حاصل کرنے کی تھیں اور اس عقوباتی کا ایک شکیہ وہ بھی لاتی تھیں (ابن خلدون ص ۱۸۱ ج ۱)

(بقیہ تاریخ کوفہ صفحہ ۸۵) جسے ملت میں مشک مل کر جانے چاہئے چل گیا تو آپؐ کے دروازہ بال مقابو (بقیہ صفحہ ۸۵) عبد الرحمن بن عبد اللہ انصاری جانتے تھے کہ آپؐ کے بعد روزہ نہ لگائیں اور ہر گز نہ تھے جس کے وہ لگائیں۔ جب آپؐ نورا لگنا چکے تو اب انصاری نے دروازہ کھولا (طبری ص ۱۵۵ ج ۱) طبع دکن) ہر شہر و شہر پر سورہ ابراہیم لکھا ہے کہ جب آپؐ میرے رم بھٹوں سے مقابلہ کی سکت نہ رہی تو شکے مانگے اپنے خیمہ کے دروازہ پر بیٹھ گئے خیمہ کے اندر سے ایک خاتون نے آپؐ کو پانی کا بیلادیش کیا دوسری آت دہی

سائینہ طبع لندن باپ ۱۵۵۵ ص ۶۔
۷۔ مد باقر محلی لکھتا ہے کہ کس نعم آپؐ (تھے) بڑے ذات ملک پہنچ گئے اور گوڑا پانی میں ڈال دیا (مدباقر)

اب ذرا دیکھئے شیعیت کی روایات قلا باری ملا حظ ہو۔
۸۔ امام زنجیؒ تھے اس حالت میں مخالفت کوخ و کاؤد کی کام میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے جو کچھ شیعہ کو پانی پلائے۔ ابن مسعودؓ نے ایک درویش اس کے ہاتھ میں ایک ٹوٹی ہوئی کھلی کر لیجئے اور پیجئے امام اس کو خدا کی قدرت دکھانے کے لئے اپنے خیمہ کی طرف سے گئے اور دیکھو کتنا ایک کھوکھلا کھوکھا اس میں سے پانی نکلا دیکھو درویش سے فرمایا ہم پانی کے محتاج نہیں صرف ان ظالموں پر اتنا رحمت کرتے ہیں (خلاصۃ المصابہ ص ۱۵۷)

مصطفیٰ خلاصۃ المصابہ نے عجیب ذرا برہنہ پیش کیا ہے اکیلا دشمن کی فوج کے ایک آدمی کو پہاڑ سے کرکندوں کھوٹتا ہے اور پانی نکالتا ہے مگر دشمن ہاروں طرف کھڑے گریا تا شا دیکھ کر کچھ (باقی صفحہ ۸۷)

محاصرہ کی شدت کے بعد ان صحابہ کو شہنشاہ بن گئے۔ اگر کوئی نکلتا بھی تو تلوار لے کر نکلتا۔ ہر ذریعہ اینٹ کا امن و سکون غارت ہو گیا۔ باغی شہر کے گلی کوچوں میں دندناتے پھرتے تھے خونریزی عام ہو گئی اس حالت میں بھی مصیبت العرطیہ کو وہ وقار بنا بار بار کھڑکی سے سرنگھار کر باغیوں کو نصیحت کی کہ تا وقتہ وفادار رہو ورنہ سب سے بڑی تائید کرتا رہا اللہ کی آیت اور رسول کی احادیث انہیں یاد دلانا تھا مگر باغی سخت جواب دیتے رہے اور بڑی محاصرہ کی مدت ۴۹ روزہ (تاریخ طبری ص ۱۵۵ ج ۱)

اس حساب سے اندازہ لگائیے کہ اگر محاصرہ کے اٹھارہویں روز ہی آپؐ کو پانی کی شدت محسوس کرتے لگتے تو باقی ۳۱ روز میں آپؐ پر آپ کے کنبہ پر کیا گذری ہوگی۔ اور کیا نصیر خلافت میں صرف آپؐ اور آپ کی زوجگان تھیں معلوم نہیں کتنے یتیم، لاوارث، بیواں اور فقرا و مساکین اس مکان میں موجود تھے۔ کتنے مہتر خوار تھے اور کتنے بھوک اور پیاس سے ہلاک ہلاک ہوئے اور پھر سیدنا عثمانؓ کی آنکھوں کے سامنے جس شخص کی فیاضی جیسا عصمت، رحمت اور وقت قلب دنیائے اسلام میں مسلمات کا

(بقیہ تاریخ کوفہ صفحہ ۸۵) پھر امام باقرؓ کا لہجہ مگر خود بیتا ہے اپنے کنبہ کی بیاسی عورتوں کو پانی پینے کے لئے دیکھئے اور امام کو شہر خنجر کی حالت پر دم آورے اور انہیں پیاس سے تڑپا دیکھ کر بھی ان پر رحم نہیں کرتا۔ یا للعیب۔ بہر حال شیعوں نے مذہب کی یہ چستانی روایات ذکر کر کے یہ بھی کہنا چاہئے کہ تاریخی روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ رحم کو کوفہ کے مصافحات میں پہنچے اور بحث و تمیز کے بعد ایمان بڑھ گئے۔ ہاتھ پر رعیت کرتے کے لئے کوفہ سے باہر ہی دشمن کی جانب روانہ ہو کر کھلا کے مقام پر پہنچ کر شہر باغی کے قیام پر پذیر ہوئے۔ مگر بن سیدنا علیؓ نے خط لکھ کر کوفہ دیا تھا انہیں خوف پیدا ہوا کہ دشمن پہنچ کر آپؐ ہماری چٹھیاں پیش کریں گے تو ہماری خیر نہیں سسڑے۔ چاہے کھڑے آپؐ کو شہید کر دیا۔ اس سے پہلے ہی لوگ محل مصیبت کے سرگرم میں تھے ایسے وقت میں کھنگو مکمل ہو چکی تھی اچانک لڑائی چھڑ کر کھانڈر و تباہی توحید کی شہادت کا سبب بن چکے تھے۔

ہوا۔ بڑوں نے جب دیکھا کہ امدادی فوجیں پہنچ جانے اور حج سے لوگوں کے واپس آ جانے پر سہ ماہی اپنے منصوبہ میں صرف نام ہی نہیں رہیں گے بلکہ پکی کے دو پاؤں کے درمیان بائیں سے تو انہوں نے آپس میں مشورہ کر کے قصر خلافت پر ہلکہ لول دیا۔

شہادت | آسمان رات حق بود گر خون مبارد بر زمین

حسین بن علیؑ کے والد راوی ہیں کہ ایام شریف کے بعد بلوایوں نے قصر خلافت کو گھیرے میں لے لیا۔ بیدار عثمانؓ نے ایک بار پھر کوشش کی کہ یہ لوگ ٹل جائیں چنانچہ آپ نے اپنے مخصوص حضرات کو بلا بھیجا۔ اس وقت غیار بن عیاض نامی ایک بوڑھے صحابی آپ سے مصروف گفتگو تھے کہ حضرت عثمانؓ کے ساتھیوں میں سے غایا کثیر بن الصلت کے تیرے مارے گئے۔ بلوایوں نے باہر سے قصاص کے نعرے لگانے شروع کئے (معلوم ہوتا ہے کہ نیار بھی بلوایوں کے شریک کا تھے اور ان سے یہ خبر پہلے ہی ان کے سامنے آئی تھی)۔ اسی حرکت سرزد ہوتی ہوئی کہ کثیر بن الصلت کے تیر کا نشانہ بن گئے اور پھر بلوایوں کا نیار بن عیاض کا قصاص طلب کرنا اس بات کا مترتب ہے کہ نیار بلوایوں کے ساتھی تھے اور حضرت عثمانؓ کے پاس بلوایوں کے قریب رہنے کے طور پر آتے تھے (بولت)

مگر آپ نے فرمایا میں اس آرمی کو تمہارے حوالے کیسے کر سکتا ہوں جس سے میری حفاظت کرتے ہوئے یہ حرکت سرزد ہوتی ہے جبکہ تم میرے قتل پر آمادہ ہو۔ (طبری ج ۱ ص ۲۹۵)
(خلافت راشدہ ج ۱ ص ۲۹۵)

اب حالات زیادہ سنگین ہو گئے چنانچہ حضرت مروانؓ کی حضرت سید بن النعاس اور حضرت مجیر بن ادنیسؓ نے اپنے اپنے لوگوں کو کے مقابلہ میں ڈھکے گھسانے کی جنگ شروع کر دی۔

شہید اور زخمی | مغیرہ بن ادنیسؓ نے عبداللہ کے ہاتھوں شہید ہو گئے رفاع بن رافعؓ انصاری نے حضرت مروانؓ کو اپنی دانت میں قتل کر دیا۔ مگر وہ

پتھ نکلے بعد اللہ بن زیدؓ بھی شدید زخمی ہوئے۔ قصر خلافت کے محافظ بھی ہتھے ہٹتے ڈیوڑھی تک پہنچ گئے۔ ڈیوڑھی میں زیادہ بین نعیم فہری اور چند دیگر آدمی شہید ہو گئے۔ بلوایوں نے ڈیوڑھی میں آگ لگا دی جنگ اندر پہنچ گئی اور آپ کے ساتھی بھاگ بھاگ کر گلیوں کی طرف بھاگنے لگے اور گھر میں صرف سب عثمانؓ اور ان کے گھروالے رہ گئے جب بلوائی اندر پہنچے تو آپ قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہو گئے۔ اللہ اللہ! کس قدر تحمل سکون۔ امین کا حامل ہے وہ عظیم انسان کہ عماروں قتل و غارتگری کا بازار گرم سے سرد رہا۔ عظیم بہر جاننے کے باوجود کہ بلوائی مجھے قتل کرنے کے بغیر ملنے والے نہیں نہایت سکون سے تلاوت قرآن میں مشغول ہو جاتا ہے۔

ایکے خواب :- اسی شب آپ نے ایک خواب دیکھا تھا کہ نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو فطارت دی کہ آج رات آپ ہمارے ساتھ افطار کریں گے (طبری ج ۱ ص ۲۹۵)

آپ حب اس آیت پر پہنچے اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ حَرُّ جَحِیْمٍ کَلَّمَ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ تو مخاطب ہو کر فرمایا نبی علیہ السلام نے مجھ سے ایک اقرار لیا ہے اور میں اس پر قائم ہوں۔ استغنیٰ میں سیدنا ابوہریرہؓ کسی طرح اندر پہنچ گئے اور کہا یا قوم ہماری ادعو اکہم الی النجاة و تدعوننی الی النار۔ اے لوگو! مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں تم کو نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے آگ کی طرف بلاتے ہو۔

(ابن خلدون ح ۱ ص ۲۹۵)

آپ کے کمرے میں کون کون لوگ داخل ہوئے اور کس شہادت | القول ابن سعد کے پہلے ایک آدمی آپ کے کمرے میں

داخل ہوا۔ زین العابدینؓ کے تھا اور دیکھ کر چلا گیا پھر سیدنا علی کا پروردگار علیؑ محمد بن ابی بکرؓ تیرے آدمیوں کے ہمراہ آیا اور آپ کی داڑھی پکڑی اور اسے نیچا لیا جس سے ڈاڑھیں گر گئیں کی آواز سنائی گئی۔ آپ نے اُسے فرمایا اسے بھی میری داڑھی چھوڑ دے۔ ۴ ج ۱ ص ۲۹۵

حضرت نے فرمایا آج شب کو تم ہمارے پاس روزہ افطار کرنا طیفات ابن سعد رحمہ اللہ یہاں پہنچ کر ایک سوال پیدا ہوتا ہے جس کا آج تک کسی نے جواب نہیں دیا۔ اگر کسی ایک آدمی نے کچھ کھا بھی ہے تو صرف اس قدر کہ یہ لوگ اس بات کی زندگی سے اکتا گئے تھے یعنی پندرہ سال کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ سالِ خلافت کرتے گذر گئے۔ اگر یہ کوئی جواب نہیں یہ محض ایک امکان جو قسم کی تاریخی فلاسین خانہ پر ہی ہے۔

اصل حقائق جنہیں باوجود دیگر مختلف تاریخی روایات کی تاہید حاصل ہے ان سے انحراف کر کے مرثیہ نے وہ عجائبات صحابہؓ کی آڑ میں پہلو بجا کر نکال جانے کی کوشش کی ہے حقائق، حقائق ہیں اور اپنی جگہ اعلیٰ ہیں۔ گذشتہ صفحات کے بین السطور میں اس قسم کے اشارات پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ بعض مقامات پر تاریخی تفصیلات اور شواہد سے ثابت کیا گیا ہے۔ یہ کہ فاروق اعظمؓ کی شہادت سے پہلے زبیرؓ میں جس سازش نے جنم لیا عقائد و حالات کے مطابق آگے بڑھتی رہی پہلی معمولی سی اور جب صحابہؓ کو ام بیہ سے ہی چند ایک کی انہیں تاہید حاصل ہو گئی تو وہ سازش کھل کر سامنے آگئی۔ بعض ناگہ طبع لوگوں پر میرے یہ الفاظ گراں گذریں گے کیا میں ان سے یہ پوچھنے کی جرأت کر سکتا ہوں کہ کعب بن احبار نے کس باپ پر سیدنا فاروق اعظمؓ کو کہا تھا کہ تین دن تک آپ شہید ہو جائیں گے۔ حدیث نے کسی باپ پر ایسے ہی کلمات آپ سے کہیے تھے۔ سازشی محاورہ کے ایام میں یوں۔ رباہ فرشت علیؓ کو ملامت بناتا رہے۔ سیدنا عثمانؓ کے سامنے عمری مجلس میں حضرت علیؓ کو کیوں کہا گیا کہ یہ سب سازش تمہاری ہے اور آپ حاکمیت فیض میں مجلس سے اٹھ کر چلے گئے۔ یہ خلافت کے محاورہ کے وقت آپؓ بنو امیہ سے کیونکر نکلا۔ جبکہ بہنِ قہر خلافت میں باقی صحابہؓ کو ام بیہ سے اکثر کے نام ملتے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ سیدنا عثمانؓ کے جنازہ میں بھی شریک نہ ہوئے۔ پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ نے انہی یا انہیوں کے کتبہ پر مصحفِ خلافت قبول کیا اور انہی کے کتبہ پر مدینہ منورہ کو کوہ دارالامارت بنایا۔ یہ خلافت قائم رہا نہ انہیں ہی اپنا میسر نہ لائے رکھا۔

اگر حسینؓ علیؓ سر رہا نہ خلافت ہوتے ہی ان گنتی کے لوگوں کو بغیر کردار تک پہنچا دیتے آپؓ کی باقی زندگی بھی امن سے گذری اور وہ اس طرح ترقی کے چرندوں کی تعداد میں بڑھ کر ان کی شہادت کا موجب نہ بنے اور آگے چل کر سیدنا حسنؓ کو ذلیل کرنے کا سبب بھی نہ بنے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آگے چل کر سیدنا حسینؓ کے قتل کا سبب نہ بنے۔

آج امیر یزیدؓ پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس نے قاتلینِ حسینؓ سے قصاص کیوں نہ لیا۔ مگر آج تک اس طرف کسی نے توجہ نہ کی کہ سیدنا علیؓ نے قاتلینِ عثمانؓ سے قصاص کیوں نہ لیا۔ یزیدؓ نے قاتلینِ حسینؓ کو دربار سے دھکے دے کر نکال دیا تھا مگر سیدنا علیؓ نے انہیں بڑے بڑے عہدے تفویض کئے۔

مبشر بن جبر سید دو النورؓ کی اپنی شہادت کے متعلق بشارتیں | عثمان بن عفانؓ جس روز

شہید کئے گئے اسی روز صبح اپنے پہلو سے وہ خواب بیان کیا جو انہوں نے دیکھا تھا انہوں نے کہا میں نے گذشتہ شرب رسول اللہؐ کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ نے مجھ سے فرمایا اسے عثمانؓ! تم ہمارے پاس روزہ افطار کرو ایسا ہی ہوا کہ آپؐ نے روزے کی حالت میں صبح کی اور اسی روز شہید کر دیئے گئے۔

کثیر بن الصلت الکندی سے مروی ہے کہ عثمانؓ اس روز سوئے جس روز قتل کر دیئے گئے۔ اور وہ جمعہ کا دن تھا جب وہ بیدار ہوئے تو کہا کہ اگر لوگوں کے یہ کہنے کا اندیشہ نہ ہوتا کہ عثمانؓ نے آزدین کیں (یعنی خیالی پلاؤ پکایا تو میں تم لوگوں سے ایک حدیث بیان کرتا۔ ہم نے کہا اللہ آپؐ کو نیکی دے آپ بیان کیجئے ہم اور لوگوں کے قول پر نہیں ہیں فرمایا میں نے عالم دیا میں رسول اللہؐ کو دیکھا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم جمعہ کے روز ہم لوگوں میں موجود ہو گے۔

زوجہ عثمانؓ جو رادھی کے خیال میں بنت النضرافیقہیں مروی ہے کہ عثمانؓ کسی قدر سو گئے۔ سیدنا ہوسے تو کہا: قرآن مجید قتل کرے گی۔ یہ کہنے کہا امیہؓ مینوؓ بزرگوں نہیں فرمایا کہ میں نے رسول اللہؐ اور ابو بکرؓ اور عمرؓ کو خواب میں دیکھا ہے ان

اسے ہم اسی 'امیر کو دوسرے نقطہ نگاہ سے دیکھنا چاہتے ہیں۔ محاصرہ کی مدت ۴۹ روزانہ کی باقی رہے۔ باغی لشکر کو ذرا دھیر سے جب مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو مقامی گورنر کو معلوم ہوا تھا جس راستے سے وہ لوگ گذرے پہلے بازی چلائے ہوئے گذرے گویا تمام ملک کو معلوم ہوا کہ یہ لوگ سیدنا عثمانؓ کے خلافت مدینہ جا رہے ہیں۔ مگر نہ تو مقامی گورنروں نے توہم کی تر عام لوگوں نے کوئی نوٹس لیا۔

عبداللہ بن سعد گزرتھیں میر سادہ کو مطلع کیا۔ اور کوشلی اشتری کو کوئی باغیوں کی روانگی کا علم ہوا۔ عبداللہ بن عامر کو بھی معلوم ہوا۔ مگر کسی گورنر نے باغیوں کو روکنے کی کوشش نہ کی حالانکہ ان میں سے ہر ایک کے پاس پوری مملکت فوج کرنے کی طاقت تھی۔ پھر سیدنا عثمانؓ خود بھی انہیں خط لکھ کر بلاتے ہیں مگر ان میں سے کوئی ایک بھی لشکر کے مدینہ نہیں پہنچا اگر کسی نے چند افراد پریشہ شکل کوئی دستہ فوج بھیجا تو وہ اس وقت پہنچا جب خلیفہ مظلوم کو شہید ہوئے کئی دن گذر چکے تھے۔ اور پھر انہیں ہر جج کے لئے روانہ ہوتے تھے اس سے زیادہ حیرت انگیز وہ بات ہے کہ سیدنا ابن عباسؓ جو میر جج تھے انہوں نے جج کے موقع پر تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کے سامنے دو خط پیش کیا جس میں آپ نے اپنا معاملہ اور صفائی پیش کی تھی۔ طبری نے یہ تمام خط نقل کیا ہے یہ خط تمام لوگوں نے سنا کہ ایک بھی خلیفہ کی مدد کے لئے نہ پہنچا۔ ان تمام امراء کو تقریباً تیس ہفتے میں بیان کیا ہے مگر کسی کی دیر کسی نے پیش نہیں کی خلیفہ مظلوم کی مدد کیوں نہ کی گئی۔ یہی وہ مرکزی نقطہ ہے جو رفض کے ذریعہ عالم اسلام میں سرایت کرتا ہوا ان متعلقہ کے چہرے سے نقاب کشائی میں مانع ہوتا آ رہا ہے۔

خلیفہ مظلوم کی مدد کیوں نہ گئی | عالم اسلام اس وقت دو دفعوں میں بٹ چکا تھا۔ عوام اور سادہ لوگوں مسلمانان بائیت کے پروردگار سے متاثر ہو کر خلیفہ مظلوم سے یقین ہو چکے تھے دوسرے وہ لوگ جن کے ہاتھ میں طاقت تھی مگر بائیت کی قرعہ قرعہ سستی اور شہر بہر میں پہنچتی ہوئی دسیہ کاریوں کو محض ایک

معمولی سی وقتی شورش سمجھتے تھے۔ تمام عمال اور ذمہ دار قسم کے لوگوں کا خیال تھا کہ یہ کٹھن بھی شورش پسند مدینہ میں پہنچے ہی ختم کر دئے جائیں گے۔ انہیں یہ علم نہیں تھا کہ مدینہ البیانی میں بھی ان کے دیر وہ حتمی اچھی خاصی تعداد میں موجود ہیں جو اچھی خاصی ہمت کے حامل اور اچھی خاصی طاقت کے مالک ہیں۔

خلیفہ مظلوم کی شہادت کے بعد اور خاص کر سیدنا عثمانؓ کے ہاتھ پر راعیوں کی بیعت کرنے کے بعد حقیقت حال سامنے آئی تو تمام اپنے اپنے مقام پر کھٹ افسوس لائے گئے کہ ہماری معمولی سی کسبستی اور تساہل نے دنیا کے بے مثل فیاض، رحیم، کریم اور رحیم را شمار انسان کو ہم سے چھین لیا ہے یہی وہ سختی کہ اصل صحابہؓ میں سے سیدنا علیؓ کے ہاتھ پر کسی نے بیعت نہ کی اگر اس ضمن میں سیدنا طلحہؓ اور سیدنا زبیرؓ کی بیعت کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے تو وہ بیعت تلواروں کے سائے میں کی گئی اور جب انہیں موقع ملا وہ مدینہ سے بے جا نکلے۔

میری ان سطور پر بعض لوگ ضرور ناگہوں چڑھائیں گے اور خصوصی طور پر لغات و دیکھت کے مصنف کے قسم کے لوگ یا ان کی آنکھ سے دیکھنے والے اور ان کے ہمنوا قسم کے لوگ۔ مگر یقیناً ان سے یہ اسل کیوں کہ اگر وہ خود خالی الذکر ہو کر ان واقعات کا سبب کا تجویز کریں انشاء اللہ انہیں صاف نظر آئے گا کہ حق اسی بات کے ساتھ ہے جو راقم نے بیان کی ہے۔

حضرت سیدنا ذوالنورینؓ کو اپنے لیا سیدنا ذوالنورینؓ کو اپنے قاتلوں کا علم تھا۔ قاتلین کے متعلق علم تھا چنانچہ آپ وہ آخری خط جو سیدنا ابن عباسؓ کے ہاتھ میں دیکھیں حاجیوں کے نام بھیجا تاریخ کی تمام کتب میں موجود ہے۔

آپ نے لکھا: میں آپ کو یہ خط لکھ رہا ہوں اور میرے وہ ساتھی جنہیں خلافت کی طمع ہے یا جلد بازی سے کام لے رہے ہیں۔ انہوں نے مجھے نماز سے روک دیا ہے اور میرے اور مسجد کے درمیان حائل ہو گئے ہیں۔

سازشوں کے متعلق خلافت کی طع کا قصور نہایت کم عقلی ہے۔ یہ سب باپڑ تو نبی اکرم کی وفات سے لے کر سرسرا کے خلافت ہوتے تک صرف غلطی ہی پہنچتے رہے۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ انہوں نے سیدنا فاروق اعظمؓ کے زمانے کے عاملوں کو الگ کر کے اموی یعنی اپنے کنبہ کے افراد کو مال مقرر کیا۔ میں بتاؤں گے کہ ان عقل کے اندھوں اور بصیرت سے محروم لوگوں سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا تم نے یہ جو

کچھ لکھا ہے اس کا ثبوت تم کسی تاریخ کی کتاب سے ہم پہنچا سکتے ہو؟ اور آیا جو کچھ تم نے لکھا ہے اپنے ایمان اور وجدان کو حاضر ناظر رکھ کر لکھا ہے؟ یا تمہارے

دین و ایمان، رخص و سیانیت کے بالمقوں میں اس حد تک گرد ہو چکے ہیں کہ تمہارے پاس انسانیت و شرافت کی قسم کی کوئی چیز باقی نہیں رہ گئی۔ میں یہاں

ان عاملین کی فہرست پیش کر رہا ہوں جو سیدنا فاروق اعظمؓ کے مقرر کردہ تھے اور سیدنا عثمان کی خلافت کے ایام میں اپنے اپنے عہدوں پر قائم رہے

اور پھر میں یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ سیدنا امیر معاویہؓ کے سوا جو صدیق اکبرؓ کے زمانہ سے دمشق کے گورنر تھے ایک بھی اموی نہیں۔ حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

کئی امویوں کو اہم عہدوں پر فائز فرمایا تھا۔

۱۔ نافع بن عبدالمحارث خزاعی جو پھر قریشی تھے اور کہہ کے گورنر تھے۔

۲۔ سفیان بن عبد اللہ ثقفی تھے اور طائف کے گورنر تھے۔

۳۔ یحییٰ بن منبہ بنی نوفل کے خلیفہ تھے اور صنعاء کے گورنر تھے۔

۴۔ عبد اللہ بن ابی ربیع خزاعی تھے اور جند کے گورنر تھے۔

۵۔ میسر بن شعبہ ثقفی کو ذر کے گورنر تھے۔

۶۔ ابو موسیٰ اشعری بصرہ کے گورنر تھے۔

۷۔ عمرو بن عاص بنی سہم میں سے تھے بصرہ کے گورنر تھے۔

۸۔ عتبہ بن سعد انصاری مدینہ کے گورنر تھے۔

۹۔ عبد الرحمن بن علقمہ کنانی فلسطین کے گورنر تھے۔

۱۰۔ عثمان بن ابی عاص ثقفی بحرین اور اس کے مضافات کے گورنر تھے۔

رحمۃ اللہ علیہما

در اصل شیعیت کی وسیہ کاریوں کا کاروبار اس طرح ذہنوں پر سوار ہو چکا ہے کہ آج اس کذب و بہتان کے بحر و ذخار سے صداقت کے موتی چھیننے کے لئے جس غواصی کی ضرورت ہے وہ رخص نے ہمارے ذہنوں سے چھین لی ہے۔

عثمانؓ! تجھ پر ریت کے ذروں، سمندر کے قطروں، درختوں کے پتوں یا ریش کے قطروں آسمان کے ستاروں سے اصنافاً مضاعفہ درود و سلام!

عثمانؓ! اسلام اور مسلمانوں پر تیرے جو احسانات ہیں ہم قیامت تک ان احسانات سے عہدہ بردار نہیں ہو سکتے۔

عثمانؓ! تیری مظلومانہ شہادت پر ہماری آنکھیں قیامت تک آنسو بہاتی رہیں گی۔

شہادت کے بعد:-

● عبد اللہ بن حکیم سے مروی ہے کہ عثمانؓ کے بعد میں کسی بھی خلیفہ کے قتل میں شامل نہیں ہوں گا۔ پوچھا گیا اسے ابو عبد آپ حضرت عثمانؓ کے قتل میں شامل تھے۔ فرمایا کہ میں ان کے عیب کا تذکرہ بھی معاشرت قتل سمجھتا ہوں۔

● ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اگر سب لوگ قتل عثمانؓ پر متفق ہو جائے تو ان پر قوم لوط کی طرح پتھر برسائے جاتے۔

● زہراؓ لجرمی سے مروی ہے کہ ابن عباسؓ نے خطبہ سنایا کہ اگر لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے خون کا مطا لہ نہ کیا تو ضرور ان پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے۔

● سمیع بن مہران سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ قتل کئے گئے تو خلیفہؓ نے

کہا اس طرح اپنے ہاتھوں کا حلقہ بنا یا یعنی دسوں انگلیوں کے سروں کو ملایا
اسلام میں شگفتہ کئے جائیں گے۔ ایک شگفتہ ایسا ہوگا جسے پہاڑ بھی
پڑ نہیں کر سکے گا۔

۱۔ ابو قلابہ سے مروی ہے کہ جب تمام بنی عدی کو جو صفحہ کا امیر تھا اس سانحہ کی
خبر پہنچی تو بہت رو دیا اور پھر کہا۔ یہ اس وقت ہوا جب غلامتِ نبوت آمدنی
چھین لی گئی۔ اور جبری سلطنت ہو گئی کہ جس نے جس چیز کو پایا وہی اُسے
کھا گیا۔ یہ روایت دو طریقوں سے بیان ہوئی ہے۔

۲۔ کی بنی بنی سعید سے مروی ہے کہ جب عثمان قتل کئے گئے تو ابو جہل الباعری
نے جو بدیہی تھا کہ اُسے اللہ میرے ہی لئے محمد پر واجب ہے کہ میں ایسا نہ
کردں۔ اور نہ ہنسوں یہاں تک کہ مجھے موت آجائے۔

۳۔ ابوصالح سے مروی ہے کہ عثمانؓ کے ساتھ جو کچھ کیا گیا جب اس کا ذکر
کیا جاتا تو ابو ہریرہؓ رو اُٹھتے۔ گویا میں اُن کو ہائے ہائے کہتے ہوئے سُن
رہا ہوں اور اُن کی چمکیاں بندھ جاتی تھیں۔

۴۔ زبید بن علیؓ سے مروی ہے کہ زبیدؓ نے ثابت بوم الدار میں عثمانؓ پر دستِ قتل

۵۔ اسحاق بن سوید نے کہا مجھ سے اُس شخص نے بیان کیا جس نے حسان
بن ثابت کو یہ کہتے سنا۔

۶۔ دکانہ اصحابِ البیعی عیشہؓ

۷۔ بدو ن تحری عند مات المہجد

۸۔ ابی اباعمر بنی بلاء

۹۔ اہمی دھنیانی البقیع الفقد

۱۰۔ مالک بن دینار سے مروی ہے کہ مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے قتلِ عثمانؓ کے دن

۱۱۔ عبداللہ بن سلام کو کہتے سنا کہ آج عرب ہلاک ہو گئے۔

۱۲۔ طاؤس سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ قتل کئے گئے تو عبداللہ بن سلام سے

بو بھگ گیا کہ اہل کتاب اپنی کتب میں عثمانؓ کے مستحق کیا جاتے ہیں انہوں نے
کہا ہم قیامت کے روز انہیں قاتل اور تارکِ نعت پر امیر پائے۔

۱۳۔ خالد الرلی سے مروی ہے کہ اللہ کی مبارک کتب میں ہے کہ عثمانؓ نبوت

۱۴۔ عفان اپنے دونوں ہاتھوں اللہ کی طرف اُٹھا کہتے ہیں کہ اُسے میرے

۱۵۔ پروردگار مجھے تیرے مومن بندوں نے شہید کیا۔ چنانچہ سیدنا حسنؓ نے

۱۶۔ ایک روز کوفہ کی مسجد میں منبر پر کھڑے ہو کر اپنا ایک خواب اس طرح بیان

۱۷۔ کیا۔ میں دیکھتا ہوں کہ حضور صادقؐ و صدوقؐ عرشِ عظیم کا ایک پایہ کچھو کچھ

۱۸۔ کھڑے ہیں کہ صدیق اکبرؓ شریف لائے اور آنحضرتؐ کے دوش مبارک پر بیٹھ

۱۹۔ رکھ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر فاروق اعظمؓ شریف لائے اور حضرت صدیق اکبرؓ کے

۲۰۔ کندھے پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو گئے۔ اسٹے میں عثمانؓ اس حالت میں پہنچ گئے

۲۱۔ کہ اپنا سر دونوں ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے لکھڑے رہے تھے اے اللہ العالمین اپنے

۲۲۔ بندوں سے بوجھ کر انہوں نے مجھے کس جرم میں قتل کیا ہے اسٹے میں دیکھا ہوں کہ

۲۳۔ عرشِ تمہارا گیا اور اس میں سے دو پرانے زمین کی طرف غون کے جاری ہو گئے۔

۲۴۔ لوگوں نے سب بزدلستان کا یہ خطبہ سن کر سب بنا علیؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ

۲۵۔ نے سُن لیا کہ سُن لیا کہہ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں حسنؓ وہی کچھ کہہ رہے

۲۶۔ ہیں جو انہوں نے دیکھا ہے۔

۲۷۔ جبریل بن حارم نے عمر بن سیرین کو کہتے سنا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ

۲۸۔ تم لوگوں نے اُنہیں برتن کی طرح مانجا (یعنی ان کا تمام مال سے کھانا)

۲۹۔ پھر انہیں قتل کر دیا۔

۳۰۔ جبریلؓ سے مروی ہے کہ جب قاتلین عثمانؓ گرفتار کئے گئے تو ابن ابی بکرؓ

۳۱۔ محمد بھی گرفتار کیا گیا۔ اور گدھے کی کھال میں بھر کر جلادیا گیا۔

۳۲۔ عبداللہ بن سلام کہتے ہیں کہ جب کوئی بچی قتل ہوتا ہے تو اس کی اُمّت

۳۳۔ سے ستر ہزار آدمی قتل ہوتے ہیں اور جب کوئی خلیفہ قتل ہوتا ہے تو اس کے

بدلے پتھیں ہزار آدمی قتل ہوتے ہیں۔ مگر سیدنا عثمانؓ کے قتل پر کم و بیش ایک لاکھ آدمی قتل ہوئے۔

عالم اسلام کا سب سے بڑا المیہ

کرام، لاکھوں تابعین اور کروڑوں تبع تابعین اور اربوں مسلمانوں کے دل کی دھڑکن بنی کا دوہرا دام اسلام اور مسلمانوں کا محسن اعظم بشرم وحیا کا پیکار امت مرحومہ میں سب سے بڑھ کر علیم، کریم، متواضع، خدا ترس پورے اکیس روز مہر کبنہ کے بھوک اور پیاس کے شہداء سے نڈھال، تلاوت قرآن میں مشغول نہایت بے دردی، شقاوت، بے رحمی اور سفاکی سے شہید کر دیا جاتا ہے۔

آج ہمیں تاریخ کے کونے کھدے سے تلاش کرنے سے ایک رقی مجر بھی ایسی بات نظر نہیں آتی کہ اس (حامل کما الوالعزم من الرسل کی زبان سے آہ و فغان تو درکنار آفت تک کی آواز بھی نکلی ہو۔ اس کی شہادت کے بعد ایک زمانہ تک یعنی جب تک حضرت امیر مودینؓ کے ہاتھ پر تمام مسلمانوں نے بیعت نہ کر لی تمام عالم اسلام ایک شکستہ اور بے ملاج نشئی کی طرح ہچکچاتے کھاتا رہا۔ اور ان ہچکچوں میں کم و بیش ایک لاکھ فرزندان توحید کو اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنا پڑا۔

عثمانؓ نے تجھ پر لاکھوں درود و سلام!

کتابیات

ایوانعیم	حیات القلوب	اجلاس المؤمنین
ترندی	الاستیصار	تہذیب
ایوانعی	فروع کافی	کتاب شیعہ
منظرہ بھوک ڈھیل	طبقات ابن سعد	تحفۃ العوام
البقول	تاریخ قمیس	تفسیر مجمع البیان
طبری	ہدی الساری	تذکرۃ المعصومین
عزیز خطاب لخطای	منہاج السنۃ	ترجمہ قرآن
شیعان ہند صنف ہلستر	بخاری	(مولوی مقبول)
مضامین مولانا شہر	حضرت عثمانؓ ڈاکٹر طلحہ حسین	ناسخ التواریخ
قیصر التواریخ	جللاء العیون	قصیدۃ الصداقۃ العظمیٰ
تاریخ اودھ	شہید اعظم	عبرت نامہ اندلس
رجال شعی	منہج الامان	ابن خلدون
اخبار الطوال	خلاصۃ المصائب	ابن اثیر
تفہیم المقال	حضرت عثمانؓ تاریخ اوریسیائی شفیق	ابن کثیر کی البدریۃ والنہایہ
اعلام الوری یا اعلام الہدی	(مولانا محمد پرندہ علی احمد عباہی)	وفاء الوفا للسمہودی
شرح ابن ابی الحدید	بنات رسولؐ	
اصول کافی	ہنج لایلاغمہ	
سبیت صادم	فیض الاسلام	
خرائج وجرائج	قرب الاسناد	
شرح شریعہ فی	تفسیر صافی	
کتاب شہادت	مراۃ العقول	
الفرق بین الفرق		